رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

الحکم

دور جدید

قادیان

ہفتہ وار

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

بیاد رزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر ۔ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول :- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے ۱۰ر
امراء و رؤسا سے ھ
معاونین سے عہ
عوام سے حمہ
ممالک غیر سے ۱۲ر

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۳۸ | ۶؍ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۷؍ اگست ۱۹۳۵ء یوم چہار شنبہ | نمبر ۲۸

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

امیر المومنین حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر ایدہ اللہ کے مشکوئے معلّی میں فرزند ارجمند کی ولادت

تمام احمدی دنیا میں یہ خبر نہایت مسرت اور انتہائی خوشی سے پڑھی جائے گی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم اول کے ہاں ۲۵ اور ۲۶؍ جولائی کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور ان وعدوں کے مطابق جن میں آل سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے بڑھنے کی بشارتیں دی گئی ہیں ایک جدید فضل کا نزول فرزند ارجمند کی شکل میں ہوا۔ خاندان نبوت میں کسی بچے کی پیدائش معمولی پیدائش نہیں۔ بلکہ یہ وہ روحیں ہیں جو خدا کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے بطور آیات اللہ کے دنیا میں آتی ہیں اور جو صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید مہر ثبت کرتی ہیں۔ یہ سب بچے آیات اللہ ہیں۔ جن کے آنے سے ہمارے ایمان ترقی کرتے ہیں۔ اور ہماری روحیں وجد میں آتی ہیں اور خدا کے حضور سجدات شکر بجا لاتی ہیں —— یہ وہ ابناء فارس ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیا کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس ان بچوں کی پیدائش

احمدی دنیا میں ایک عید

لیکر آتی ہے۔ اسلئے ہم سچے دل سے خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر کرتے ہیں۔ اور خلوص دل سے سب سے اول حضرت ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتہا کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور اس مبارک تقریب

ھدیہ مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد تمام ممبران خاندان نبوت کی خدمت میں ھدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ وہ اپنے مقدس باپ اور دادی اور ماں کے علاوہ تمام خاندان نبوت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ اور ان تمام نعمتوں کا وارث ہو۔ جن کے وعدے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے لئے مقدر کئے ہیں۔ اللھم آمین

گزارش

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ

اور

ہمارا حکومت کو مشورہ

(۴)

ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر قاتلانہ حملہ اس مجرمانہ سازش کا نتیجہ ہے۔ جو احرار کے ذمہ دار افراد نے کی۔ اور جس کا ثبوت ہم دے چکے ہیں اور پھر اس واقعہ کے بعد احرار کے اس فعل نے کہ مجرم کی حفاظت کے لئے آدمی مقرر کئے اور اسے اپنی تقریروں میں صاحبزادہ محمد حنیف کے لقب سے ملقب کیا۔ اور شناخت کی پریڈ کے لئے اس کے ہمشکل آدمی تلاش کر کے مہیا کئے۔ اور اسے کپڑے وغیرہ سلوا کر دیئے جنہوں نے ان کو بالکل ننگا کر دیا ہے

اور ادھر افسران کے اس فعل نے کہ اس کی حفاظت کے لئے پولیس مقرر کر دی۔ ہماری اس بدظنی کو کہ بعض افسر کسی نہ کسی وجہ سے ان سے غیر مناسب ہمدردی رکھتے ہیں اور بھی قوی کر دیا۔

ہم صاف لفظوں میں کہنا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک گداگر کو مجرم خیال نہیں کرتی۔ اور نہ اس قسم کے لوگوں سے کسی قسم کا تعارض کرنا چاہتی ہے حقیقتاً اگر قادیان کی گلیوں میں کھلے بندوں پھرے تو کوئی احمدی اپنے ہاتھ کو اس پر اٹھا کر ملوث کرنا پسند نہیں کرے گا۔ اسلئے کہ وہ تو ایک آلہ تھا۔ جس کی عقل کا دائرہ چند روپوں تک محدود ہے اور بس۔ اس سے آگے وہ کچھ سوچ نہیں سکتا۔

ہمارے نزدیک اصلی مجرم وہ ہیں

جنہوں نے ملک کے امن کو غارت کرنے کے لئے بالشویک اصولوں پر انجمن بنائی۔ اور جنہوں نے مختلف وقتوں میں مختلف قسم کے ایجی ٹیشن کر کے گولیاں چلوائیں۔ اور لوگوں کو جیلوں میں بھیجا۔ مظلوموں۔ بیکسوں۔ یتیموں اور بیواؤں کے نام پر ملک سے چندے لئے اور اپنے مکان بنوائے۔ جن کے قہقہے خون آلود لاشوں کے درمیان سنے گئے۔ جنہوں نے آدم کے بیٹوں کو جیلوں میں بھروا کر خود مسرت حاصل کی

وہ جن کی انجمن نہ ملک کے لئے نہ بنی نوع انسان کے لئے کبھی مفید ہوئی اور نہ ہوگی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جن کا وجود حکومت کیلئے بھی غدار ثابت ہوا اور ہوگا۔ وہ مجرم ہیں انہوں نے بلاوجہ قادیان کے امن کو غارت کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے ان ہی کی گہری سازش کا نتیجہ یہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ تمام وہ سوسائٹیاں جو ملک کا امن غارت کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں وہ تمام دنیا کی مہذب گورنمنٹوں کے نزدیک مجرم ہوتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایسی سوسائٹی جو ملک کے امن کو برباد کر رہی ہے مجرم نہیں قرار دی جاتی

تمام وہ انسان جو زہریلی اور مضر صحت اشیاء فروخت کرتے ہیں دنیا کی حکومتوں کے نزدیک مجرم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ انسانی جسموں کو تباہ کرتے ہیں تو وہ جو انسانی عقول کو مسموم کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل وغارت کی تلقین کرتے ہیں کیوں مجرم نہیں سمجھے جاتے۔ حالانکہ کوکین وغیرہ سمیات کا اثر تو دور بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انسانی عقل مسموم ہو کر پھر راستی پر نہیں آتی۔ ان حالات میں حکومت غور کرے کہ ایک طرف۔ ایک ایسے شخص سے جو ایک ایک پیسہ کے لئے گداگری کرتا ہے اسے چند روپے کا لالچ دے کر ایک جماعت کے ذمہ دار آدمی پر ایک ایسے جرم کا ارتکاب کراتے ہیں جس کا اثر ایک شخص کی ذات پر نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کا اثر ایک طرف تو تمام ہندوستان کی سیاست اور ہندوستان کی اقوام پر جا کر پڑتا ہے۔ تو دوسری طرف ایک ایسی قوم پر پڑتا ہے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض عقلمند میری اس بات پر ہنسیں کہ اس لاٹھی کا اثر ہندوستان کی سیاست پر کیسے پڑ سکتا ہے؟

سو اصل بات یہ ہے کہ اس معاملہ کا اثر تین جماعتوں پر ہے یعنی احرار اور احمدی۔ اور حکومت۔ جب حکومت کے سوا دو اور قومیں کسی موضوع میں شریک ہوں تو اس کا اثر عالمگیر ہونا یقینی ہے۔

احمدی جماعت اس **لاٹھی کی ضربات کو اپنے دل پر اب بھی محسوس کر رہی ہے** اور یہ درد **نسلاً بعد نسل** بھی محسوس ہوگا

اسلئے کہ یہ لاٹھی کسی معمولی انسان پر نہیں چلائی گئی۔ بلکہ ایک ایسے انسان پر چلائی گئی جو آیات اللہ میں سے ہے۔ اور ہم جس کی تعظیم اسطرح کرتے ہیں جس طرح مقدس شعائر کی کیجاتی ہے پس جب تک دنیا میں احمدیت قائم ہے۔ اور وہ خدا کے فضل سے اس وقت تک قائم رہے گی جب تک دنیا قائم ہے۔ احمدی اس توہین کو محسوس کرتے رہیں گے پس اس لاٹھی کی ضرب ایک تاریخی ضرب ہے اور احمدیت کی تاریخ بلکہ ہندوستان کی اس صدی کی تاریخ اس واقعہ کو بھول نہیں سکتی پس وہ واقعہ جو صدیوں تک نسلوں پر اور قوموں پر اثر انداز ہو اس کے متعلق حکومت کا فرض بہت نازک ہو جاتا ہے۔ اور وہ یقیناً سارے ہندوستان کی سیاست پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلئے

ہم نہایت ہمدردی سے اور نہایت ادب سے حکومت کے ارباب حل وعقد کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ ان مجرموں کے خلاف مقدمہ چلائیں جنہوں نے امن کے برباد کرنے کی یہ سازش سوچی۔

اور اس جماعت کو غیر قانونی جماعت قرار دیکر اس کی سرگرمیوں کا خاتمہ کر دے جو ہندوستان کے امن کو تباہ کرنے کے لئے عرصہ سے سرگرم کار ہے

نیز جو افسر ایسی جماعت کے معین و مددگار ثابت ہوں ان کے متعلق بھی حکیمانہ قدم اٹھائے کیونکہ ان کا وجود سلطنت کو نقصان پہنچانے کا باعث بن رہا ہے

اگر حکومت اس مدبرانہ پالیسی کو اختیار کرے تو اس سے اس کے وقار کو صدمہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ حکومت کا وقار سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے اور تاریخ حکومت کی اس اولوالعزمی کی یاد ہمیشہ محفوظ رکھے گی

محمود احمد عرفانی
مدیر مسئول

دُنیا کے خطاب

بسا اوقات دُنیا کے خطابوں کو زبُوں دیکھا
زبُوں تو کیا۔ زبُوں تر سے بھی کچھ انکو فزوں دیکھا
وہ "سر" جنکی "سری" اور سربلندی کا نہ تھا ہمسر
حسن ایسے "سروں" کو ہم نے اکثر سرنگوں دیکھا

احسن رہتاسی

الحکم کے خاص نمبر کیلئے اشتہارات

الحکم کا خاص نمبر بالکل اچھوتا اور نادر نمبر ہوگا اور انشاء اللہ بعد ایک معقول تعداد میں شائع ہوگا۔ تجار اور سلسلہ کی فرموں کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے احباب ابھی سے اشتہار کے لئے جگہ ریزرو کرالیں۔ اور تمام خط وکتابت بنام مینیجر اخبار الحکم قادیان فرمائیں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب حکیم مولوی قطب الدین صاحب کی روایات

یہ روایات آپ نے ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ذکر حبیب کی مجلس میں مسجد اقصےٰ میں بیان فرمائیں (ایڈیٹر)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امرتسر تشریف لے گئے۔ میں ان دنوں طب پڑھا کرتا تھا۔ میرے استاد حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ حضور نے ان کی مخالفت کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

مجھے جب حضور کی تشریف آوری کا علم ہوا تو میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حافظ حامد علی صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ اور سادگی سے میں نے عرض کیا کہ حضور کے آنے کی امید نہ تھی۔ فرمایا ایک ضرورت سے آگئے۔

اتنے میں ایک پٹھان آگیا۔ اس نے ایک خط حضور کے آگے رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں سفر میں ہوں۔ مگر خیر یومیہ آٹھ آنے لے لو۔

پٹھان کے جانے کے بعد میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں ایک کام کر آؤں۔ کام یہ تھا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں جا کر کسی کو تبلیغ کر آؤں تا وہ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کر لے میں ایک آدمی سے ملا۔ میں نے اسے تبلیغ کی۔ اس نے کہا کہ اچھا میں کبھی زیارت کر لوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ غزنویوں کی مسجد کے پیچھے اترے ہوئے ہیں تو اس نے کہا کہ چلو۔ مگر جب ہم وہاں پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور واپس قادیان تشریف لے گئے ہیں

(۲)

ایک دفعہ حضور نے مجھے فرمایا کہ ضلع گورداسپور میں تبلیغ کرو۔ یہ زمانہ آتھم کی پیشگوئی کا زمانہ تھا۔ حضور نے مجھے تبلیغ کے متعلق بعض ضروری ہدایات دیں ان ہدایات کے ماتحت میں تبلیغ کرتا رہا۔ اور ضلع کے مختلف شہروں میں گیا۔ اور آخر ڈیرہ بابا نانک پہنچا وہاں میری مخالفت نہ کی گئی۔ حالانکہ وہاں کوئی احمدی نہ تھا۔ چنانچہ حضور چولہ بابا نانک دیکھنے کے لئے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔ تو ڈیرہ کے لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی اور دودھ کی چاٹیاں لے کر آئے۔ اور وہ لوگ بہت خوش ہوئے کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔

(۳)

ایک دفعہ جبکہ میرا قیام مدو ملی میں تھا۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کی کہ حضور ظاہری عالم کا آخری عالم سے کیا تعلق ہے۔ فرمایا:-

ظاہری عالم کے متعلق تو ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اس میں تصرف کر رہا ہے۔ جب یہ عالم نہ تھا اسوقت بھی خداتعالیٰ کو ان سب باتوں کا علم تھا۔ چنانچہ ہمارے یہ بچے محمود احمد۔ بشیر احمد۔ شریف احمد ہیں۔ جب ابھی میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے ان بچوں کو اسوقت بھی دیکھا تھا تو آخر کوئی عالم ہے ہی نا۔ جس میں ان بچوں کا وجود تھا۔

(۴)

ایک دفعہ جب کہ میں مدو ملہی میں تھا۔ تو مجھے عشاء کیوقت حضور کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ نماز صبح کے بعد میں پیدل چل پڑا۔ داؤد وال سے کشتی میں بیٹھ کر دریا سے پار ہو گیا۔ جھنگی۔ یا جس کا دوسرا نام بخت جمال ہے کے پاس سورج غروب ہو گیا سردیوں کے دن تھے۔ کپڑا میرے پاس کوئی نہ تھا۔ وہاں میں نے نماز مغرب پڑھی۔ تو ایک شخص گدی والوں میں سے مجھے اپنے پاس لے گیا۔ انھوں نے میری خاطر تواضع کی رات کو میں سلسلہ کے متعلق ان سے باتیں کرتا رہا تھا۔ ان کے دل میں بھی حضرت صاحب کی محبت پیدا ہو گئی۔ ایک دفعہ وہ یہاں آئے بھی تھے۔ اور حضور سے ملاقات بھی کی تھی۔ حضور نے بھی ان کی دعوت کی تھی۔ انھوں نے میرے پاس حضور کی محبت کا تذکرہ کیا تھا۔

(۵)

ایک دفعہ میں نے سیالکوٹ کے ضلع میں تبلیغی چکر لگانے کا ارادہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ رمضان شریف میں کسوف و خسوف ہوا تھا۔ میں دورے سے جلدی واپس آگیا اور حضور سے عرض کی کہ حضور میں جلدی واپس آگیا ہوں کوئی مصلحت الٰہی ہو گی۔

حضور نے مجھے کئی تبلیغی اشتہار دیئے۔ میں ان اشتہارات کو لے کر پھر تبلیغ کے لئے نکل گیا۔ تحصیل شکر گڑھ کے موضع اکھیالا میں جب پہنچا۔ تو لوگوں نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا اور حضرت سے محبت ظاہر کی۔

(۶)

ایک دفعہ طاعون کے زمانے میں حضور نے فرمایا کہ لوگ طبیب سمجھ کر آپکے پاس آجاتے ہیں احتیاط رکھا کریں۔

ایک دن میں نے عرض کی کہ حضور آج ایک بیمار آیا تھا میں نے کہدیا کہ مجھے فرصت نہیں ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے پاس لے جاؤ۔ فرمایا

ہرچہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند

اگر تمکو نفرت تھی تو ڈاکٹر عبداللہ کی راہ کیوں بتائی ؟

ایک دفعہ لدھیانہ میں حضور تشریف لے گئے۔ ایک روز جبکہ سیر کو تشریف لے جا رہے تھے میں نے عرض کی کہ حضور رفع یدین اور آمین بالجہر کے متعلق جو اختلاف ہے اس میں حضور کا کیا خیال ہے ؟

فرمایا:- رفع یدین اور آمین بالجہر حدیث سے ثابت ہے اگر کوئی نہ کرے خواہ کسی سبب سے ہو تو یہ دوسرا امر ہے مگر یہ ثابت ہے۔

پھر فرمایا:- اخلاص کی ضرورت ہے۔ قیامت کو یہ سوال نہ ہو گا کہ رفع یدین تو کیا کرتا تھا یا نہیں۔ خدا اخلاص کے متعلق پوچھے گا۔

(۷)

ایک دفعہ جبکہ میں تبلیغ پر جانے لگا تو فرمایا کہ وعظ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے شروع کرنا چاہیئے اور ختم بھی اسی پر کرنا چاہیئے۔ اور وعظ میں آنحضرت کے اوصاف حمیدہ روحانیہ بہت کثرت سے بیان کرنے چاہئیں۔

(۸)

میں لدھیانہ میں طالب علم تھا میرے ساتھ مولوی عبدالقادر صاحب لودھیانوی بھی پڑھا کرتے تھے۔ (جو حکیم محمد عمر صاحب کے والد تھے) حکیم محمد عمر ان دنوں چھوٹے بچے تھے۔

میر عباس علی صاحب سے معلوم ہوا کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب نامی ہیں۔ اور وہ بہت با خدا آدمی ہیں۔ یہ معلوم کر کے مجھے حضور کی زیارت کا بہت شوق ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد حالات ایسے پیدا ہوئے کہ میر عباس علی صاحب قادیان گئے۔ تا کہ حضرت صاحب کو تحریک کریں کہ وہ لدھیانہ تشریف لائیں مگر انھوں نے تحریری طور پر عرض کیا جس پر حضور نے لکھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہم کسی شہر میں گئے ہیں۔ وہاں کے لوگ ہم سے برگشتہ ہو گئے ہیں

(یہ خط مکتوبات احمدیہ میں درج ہو چکا ہے۔ دیکھو مکتوبات احمدیہ جلد اول)

اس پر میر صاحب نے پھر اصرار کا خط لکھا کہ حضور رویا میں یہ تو نہیں بتلایا گیا کہ وہ شہر لدھیانہ ہی ہے۔ تب حضور نے وہاں جانا منظور کر لیا۔ چنانچہ ایک تاریخ مقرر ہو گئی۔ حضور کی آمد کا لدھیانہ میں چرچا ہو گیا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اسٹیشن پر جمع ہو گئے۔ قاضی خواجہ علی صاحب اپنی شکرم لے کر آئے ہوئے تھے۔ مگر اس ہجوم میں سوائے میر عباس علی صاحب کے کوئی ذاتی طور پر

حضور کو جانتا تھا۔ میر صاحب اور ان کے ساتھ کے لوگ اگلی گاڑیوں میں تلاش کرتے تھے۔ مگر حضور پچھلی گاڑی سے نکل کر گیٹ پر آ گئے جب حضور باہر نکلے تو میں نے بھی حضور سے مصافحہ کیا۔ مصافحہ کے ساتھ میرے دل پر اثر پیدا ہوا۔ کہ میرے جسم میں ایک رو آنا فانا سرایت کر گئی اور مجھے محسوس ہوا کہ واقعی یہ ایک بہت بڑا باخدا انسان ہے

⑨

لدھیانہ میں مخالفت سخت ہو رہی تھی۔ ایک روز حضور بازار میں سے گزر رہے تھے تو ایک شخص نے پیچھے سے شور مچانا شروع کیا۔ او میاں مجدد۔ او میاں مجدد۔ آؤ ہمارے ساتھ بحث کر لو اس نے یہ الفاظ ایسے طریق اور ایسی حقارت سے کہے کہ حضرت کے ساتھ جس قدر دوست تھے سب کو اس سے تکلیف ہوئی۔ اور بعض کمزور آدمی مولویوں کی کثرت کی وجہ سے اور ان کے خوف سے حضور کو چھوڑ کر الگ بھی ہو گئے۔ حضرت نے اس وقت فرمایا کہ یہ کوئی طریق ہے کہ راہ چلتے ہوئے کہا جائے کہ مباحثہ کر لو۔ اگر مباحثہ کرنا ہے تو ہمارے مکان پر آؤ۔

⑩

ایک دفعہ مسجد مبارک کی بنیاد ڈالے جانے کے دنوں میں میں قادیان آیا۔ شام کے وقت آتھم کا ایک خط حضرت کو موصول ہوا جس میں لکھا کہ آپ مجھے منشی کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ میں لوگوں میں ڈپٹی عبداللہ آتھم مشہور ہوں اسلئے مجھے منشی نہ لکھا کریں۔ اس نے یہ بھی لکھا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جس قدر معجزات بیان کئے جاتے ہیں انہیں سن کر کسی شخص کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں حاصل ہو سکتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس وقت اس کا جواب لکھا اور اس میں تحریر فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہیں پیدا ہوتا۔ اسلئے میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ تم پورے دو سال میرے پاس آ کر رہو۔ تمہاری شریفانہ رہائش اور خوراک کا خرچ میرے ذمہ ہوگا۔ اس عرصہ میں اگر تم نے کوئی نشان نہ دیکھا تو میں دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے روپیہ آپکی نذر کر دوں گا۔

یہ خط حضور نے میرے سپرد کیا میں اس خط کو حضور کے حکم کے ماتحت پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس لے گیا اسے سنایا پھر اسے ساتھ لے کر امرتسر گیا۔ جہاں کو سنایا۔ پھر اسے بھی ساتھ لے کر ہم تینوں آدمی آتھم کے پاس گئے اور اسے خط دیا۔ اس کے پاس اور آدمی بیٹھے تھے اس نے اس خط کو پڑھ کر اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا

⑪

مسئلہ کفر و اسلام

ایک دفعہ مولوی عبدالاحد صاحب غزنوی قادیان میں اپنے دو بچوں سمیت آئے۔ وہ حضرت خلیفہ اول کے داماد بھی تھے۔ حضرت خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چاہا کہ ان کو تبلیغ کی جائے چنانچہ مسجد مبارک میں سب دوست مل کر بیٹھ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب بھی تھے اور خلیفہ اول بھی تھے۔ حضرت اقدس نے اپنے دعوے کے دلائل بیان فرمائے لیکن مولوی عبدالاحد کا طرز کلام پسندیدہ نہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب کو بہت رنج ہوا۔ رات کو مغرب کی نماز کے وقت جب میں مسجد اقصیٰ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالاحد صاحب مصلے پر کھڑے ہیں۔ ابھی تکبیر بھی نہیں ہوئی تھی میں نے جھٹ کہہ دیا کہ یہ مولوی صاحب حضرت صاحب کے مکفر ہیں۔ ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہو سکتی تب سب لوگ ان کو چھوڑ کر میری طرف آ گئے۔ اور میں نے ان کو نماز پڑھائی۔

اس واقعہ کا علم جب حضرت صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کو ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے۔

⑫

حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مضمون کو کئی پہلوؤں سے بیان کرتا ہوں تاکہ سننے والے کے دل میں شبہ نہ رہ جائے۔ نیز فرماتے

سب باتوں کی کلید یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہو۔

روایات

ملک محمود خان صاحب نمبردار معیار

ملک محمود خان صاحب سلسلہ کے پرانے خادموں میں سے ہیں۔ اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ سلسلہ کے سارے اخبارات کے خریدار ہیں۔ اور اپنے گاؤں میں معیار ہیں۔ جو مردان کے قریب ہے۔ اکیلے احمدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی چند باتیں ان سے پوچھ کر عزیز مکرم مولوی خلیل الرحمان خان صاحب افغانی مولوی فاضل نے لکھ کر بھیجی ہیں۔ جن کے لئے میں ان کا شکرگذار ہوں۔ ہمارے مبلغین اگر صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور سیرت المہدی کے متعلق روایات جمع کر سکیں تو یہ کام بھی ان کو زندہ رکھنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ بہرحال مجھے توقع ہے کہ مولوی خلیل الرحمان صاحب علاقہ سرحد کے صحابیوں کے حالات اور سیرت المہدی کی روایات محفوظ کرنے کی سعی کرینگے

مولوی خلیل الرحمان صاحب لکھتے ہیں کہ ملک صاحب کا حلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت ملتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۱۹۰۱ء کے ابتداء میں میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ گیا ہوا ہوں کہ ایک مولوی صاحب قبلہ رو کھڑے ہو کر تقریر فرما رہے ہیں۔ اور ارد گرد چاروں طرف لوگ جمع ہیں۔ جب آپ تقریر فرماتے ہیں۔ تو لوگ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جب لوگ خاموش ہو جاتے تو آپ دوبارہ تقریر شروع فرماتے۔ اس طرح تین چار دفعہ واقع ہوا . . . .

. . . .

. . . . . . تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ کس قسم کے جاہل لوگ ہیں۔ کہ یہ مولوی صاحب وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور یہ جاہل لوگ شور مچانے لگتے ہیں۔ غرض لوگ منتشر ہو کر ارد گرد چلے گئے اور میں بھی چلا گیا۔ جب گاؤں کے باہر نکلا تو ایک کالا ریچھ نظر آیا۔ تو میں خوف کے مارے دیوار پر چڑھ گیا اور میں دیوار میں سے ایک روڑا ریچھ کے مارتا ہوں۔ جس سے اس کے ایک بہت گہرا زخم ہو جاتا ہے جو غار سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ شیطان ہے۔ اور شیطان اس جگہ مرتا ہے۔ اس کے بعد جاگ آ گئی۔ اور اپنے گاؤں آیا

چند دن بعد میں مردان چھاؤنی مقدمہ کے معاملہ میں گیا۔ تو اخبار لینے کا ارادہ کیا۔ تو کسی نے مشورہ دیا کہ الحکم اخبار لے لو۔ الحکم اخبار اپنے نام جاری کرایا جب میں نے اسے پڑھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات و دعاوی سے آگاہ ہوا۔ تو چھ ماہ کے بعد قادیان سنہ ۱۹۰۱ء میں جلسہ سالانہ پر گیا۔ اور اپنے ہمراہ مولوی میر احمد صاحب بستی مردان اور موسیٰ خان معیار والا کو ساتھ لے گیا۔ یہ رمضان شریف کے آخری ایام تھے جب میں قادیان پہنچا اور مہمان خانہ کے پاس آیا۔ تو مجھے اپنی خواب یاد آگئی کہ وہ جگہ گاؤں یہ ہے۔ اور خواب کا تمام نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تو خواب کو ظاہری طور پر پورا دیکھا کہ یہ وہی مولوی صاحب ہیں۔ جن کو میں نے تقریر کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد میں نے اور مولوی میر احمد صاحب نے بیعت کی اور تیسرے شخص موسیٰ خان نے بیعت نہیں کی۔ اور گھبرا گیا اور اس وقت مسجد مبارک میں عید کا چاند دیکھا گیا۔ اور ان دنوں نماز مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کرایا کرتے تھے خواجہ کمال الدین صاحب بھی وہاں تھے۔ صرف ایک رات رہے۔ صبح کو تیسرے آدمی کے تنگ کرنے کی وجہ سے اجازت لے کر روانہ ہو گئے۔ یہ عید کا دن تھا۔ ہمارے روانہ ہونے سے قبل ہمارے واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک رکابی میں میٹھے چاول لائے۔ اور کہا کہ روزہ افطار کر لو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔

مغرب کے بعد حضرت اقدس تھوڑی دیر بیٹھ کر تقریر فرمانے لگے۔ اور لوگوں کے خطوط اور اعتراضات سناتے تھے۔ اور ساتھ ہی جوابات فرماتے جاتے تھے

اس دوران میں حضرت اقدس نے خاکسار سے فرمایا کہ آپ کے ملک صوبہ سرحد میں جبری قانون جاری ہوتے ہیں کیا تمہارے خوانین اور بڑے لوگوں نے اس بارہ میں کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ یہ قانون تمہارے لوگوں کے واسطے سخت مضر اور نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس قانون میں تمام شرفاء اور غیر شرفاء شامل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک یہ قانون ہمارے لوگوں کے واسطے سخت نقصان دہ ہے۔ لیکن ہمارے خوانین نے اس پر بالکل غور و فکر نہیں کیا جو کہ نہایت ضروری تھا۔

اس کے بعد سنہ ۱۹۰۴ء میں ماہ ستمبر یا اگست میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے لاہور گیا اور حضرت اقدس حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے مکان پر مقیم تھے اس جگہ صرف ایک رات گذاری۔ اس جگہ ایک مولوی اعتراض کرتا تھا۔ حضرت اقدس جواب دیتے تھے۔ مغرب و عشاء کی نماز جمعیت کے اوپر جمع کی گئی اور دوسرے دن صبح کو ہم مردان روانہ ہو گئے۔ کیونکہ وہاں خاکسار کے ایک مقدمہ کی تاریخ تھی۔ اسد خان میرے ہمراہ

مولوی میر احمد صاحب و عبدالغفور صاحب تھے۔ اور اس جگہ سے یہ دو تربوز حضرت اقدس کے لئے بطور تحفہ لیگئے۔ ان تربوزوں کو خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ تو حضرت اقدس نے اس پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور ہم اس حقیر تحفہ کے پیش کرنے پر شرمانے تھے۔ جب حضرت اقدس نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ ہم بھی بہت خوش ہوئے۔ دوسرے دن ہم مردان کو روانہ ہوگئے

۱۹۰۷ء میں تیسری دفعہ جلسہ سالانہ پر قادیان گیا اس دفعہ صبح کے وقت حضرت اقدس اپنے خادمان کے ہمراہ مدرسہ احمدیہ سالقہ کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ لوگ بہت کثرت سے تھے۔ اور جب باہر بڑ کے درخت کے نیچے کھڑے ہوئے تو لوگ بیعت کرنے لگے۔ اور کثرت اژدہام کی وجہ سے بعض دوست لوگوں کو ہٹاتے تھے۔ اور بعض دوست حضرت اقدس کے واسطے رستہ درست کرتے تھے کہ دوست حضرت اقدس سے مصافحہ نہ کریں۔ کثرت اژدہام سے راستہ نہیں ملتا تھا۔

(۱۹۰۱ء میں جب حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے تو لوگ بہت کم تعداد میں تھے)

اس دفعہ جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا۔ اور ہندوؤں کے مکان کیطرف سے گالیاں دی جا رہی تھیں اور کہتے تھے کہ اس جگہ مت کھڑے ہو۔ لیکن حضرت اقدس اپنے دوستوں کو خاموشی کا ارشاد فرماتے تھے اس کے بعد حضرت اقدس سے اجازت لے کر واپس آگیا۔ اور ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس کی وفات کی وجہ سے جلسہ سالانہ پر نہ گیا۔

روایات

جمع کردہ مولانا انور صاحب بوتالوی

چوہدری فضل داد ساکن کھیوہ چک ۱۹۶ ر ب ضلع لائل پور۔ عمر ۶۲ سال بیعت ۱۸۹۵ء

میں جلسہ ۱۸۹۵ء میں سید محمد علی شاہ صاحب ساکن کلاسوالہ کے کہنے پر قادیان گیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک صبح کو وہ سیالکوٹ گئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چبوترہ پر بیٹھا ہے۔ پاس ہی حقہ ہے۔ خط لکھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ حقہ پی لوں۔ انہوں نے اجازت دی۔ میں نے پوچھا کہ کیا لکھتے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے قولنج کی درد تھی۔ حکماء یونانی اور ڈاکٹری کا علاج کرایا فائدہ نہ ہوا۔ آخر منت مانی کہ خدایا اگر مرزا غلام احمد قادیانی تیری طرف سے ہے اور سچا ہے۔ تو مجھے اس درد سے شفا دے تو میں ان کی خدمت میں معہ اہل وعیال حاضر ہوں گا۔ چنانچہ اسی رات غنودگی میں دیکھا کہ ایک شخص جس کا حلیہ حضرت صاحب کا تھا آیا اور مجھے کہا کہ اے شخص خدا نے تجھے اس بیماری سے شفا دیدی ہے۔ اب اپنا عہد پورا کر۔ اسی وقت مجھے اس درد سے آرام آگیا۔ شاہ صاحب نے بعد میں آکر بیعت کرلی۔ میں نے اسوقت بیعت نہیں کی تھی۔

(میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مجھے سید محمد علی شاہ صاحب نے ایسا ہی بتایا ہے۔ اے خدا اگر میں جان بوجھ کر غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں تو مجھپر خدا کی لعنت ہو) سید محمد علی شاہ صاحب کے اس بات کہنے سے مجھے حضرت صاحب کے دیکھنے کا شوق ہوگیا۔ چنانچہ گیا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ پر بہت تھوڑے آدمی ہوتے تھے۔ ان دنوں ماہ رمضان کے روزے تھے جلسہ مسجد اقصیٰ میں تھا۔

جب میں واپس اپنے گاؤں گیا۔ تو مجھے ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب شفاعت اور معجزات انبیاء کا انکاری ہے۔ میں نے کہا کہ اگر وہ اس سے انکاری ہیں۔ تو میں ان کی بیعت سے انکار کر جاؤں گا چنانچہ ایک خط لکھا گیا جس کے جواب میں مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے حضرت صاحب کی زبانی لکھا:-

"جو کوئی شفاعت کا انکاری ہے وہ کافر ہے اور جو کوئی اصل معجزات خوارق کا انکاری ہے وہ بھی کافر ہے۔ حقیقی مردہ زندہ نہیں ہو سکتا دشمنوں کی زبان کو کون روکے"

جب یہ جواب آیا تو وہ شخص انکاری ہوگیا۔ اور اس نے بیعت نہ کی۔

ایک سال کے بعد جب میں قادیان گیا۔ تو لوگ بارش کے لئے دعائیں کرنے لگے۔ لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا "خدا رحم کرے۔ اگر بارش ہوئی تو سردی پڑے گی۔ اور طاعون بھی پڑے گی"

ایک دفعہ جبکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کاربنکل کی تکلیف میں تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آج رات مجھے میرے بھائی غلام قادر ملے جس سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ لیکن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس بیماری سے وفات پاگئے۔

ایک دفعہ جب میں قادیان گیا۔ تو لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ حضرت صاحب نے ہائی سکول والی زمین پچاس روپے کو لی ہے۔ اسوقت وہ جگہ رتیلی تھی۔ اور ویران سی تھی۔ لوگوں سے یہ بھی سنا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ قادیان بیاس تک پھیلے گا۔

میں نے حضرت صاحب کی بیعت مسجد مبارک کے اندر کی جو اسوقت بالکل چھوٹی تھی۔

جب حضرت صاحب نماز کے لئے نکلتے تو بیت الفکر سے نکل کر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے دائیں طرف کھڑے ہو جاتے۔ اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سیر کو تشریف لے جاتے۔

* * *

برکت بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری فضل داد صاحب ساکن کھیوہ ضلع لائل پور عمر ۵۰ سال (صحابیہ) نے بیان کیا

ایک دفعہ جبکہ بارش کے بعد آسمان پر قوس قزح پیدا ہوئی تو حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ یہ کیوں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کتابیں لاؤ۔ چنانچہ بعد میں حضور نے اس کی تشریح فرمائی کہ یہ روشنی کے رنگ ہیں۔

یہ باتیں بزبانی چوہدری فضل داد صاحب معلوم ہوئیں۔ ۳۰

* * *

حاجی اللہ بخش صاحب ساکن چک ۱۲۷ ر ب بہلولپور ضلع لائل پور۔ عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۶ء

جب ۲۵ دن والا نشان پورا ہوا تو خاکسار نے بیعت کی۔ جب دستی بیعت کی تو میرے چچا چوہدری عبداللہ خان صاحب نے کہا کہ حضور جب انھوں نے بیعت کی۔ اور حج سے واپس آئے۔ تو بیمار تھے لوگوں نے کہا کہ پیر جماعت علی شاہ کی بددعا لگی ہے حضور بڑے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ کیا جھوٹوں کی بددعا بھی ہوتی ہے

چوہدری عبداللہ خان صاحب نے دوران سیر میں فرمایا کہ ہمارے گاؤں میں بنک کھلا ہے۔ اور جو کوئی اس کا ممبر ہوگا۔ اسے جب بھی کوئی جگہ بنک میں خالی ہوگی اس جگہ اس کو ملازم کیا جائے گا۔ اس میں سود لینا پڑتا ہے میں سود نہ لوں گا۔ بلکہ اسے اشاعت اسلام میں دیدونگا۔ صرف اپنے فائدہ کے حاصل کرنے کے لئے حضور نے جلالی رنگ میں فرمایا:- "جو فتویٰ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا میں نہیں دوں گا۔ میرے خیال میں اس سے عام حرام خوری کا دروازہ کھل جاتا ہے" ۳۰

روایات

ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے نو مسلم

ماسٹر عبدالرحمن صاحب سابق سردار مہر سنگھ پرانے نو مسلموں اور مخلصوں میں سے ہیں۔ آپ نے ۱۰ر جولائی ۳۱ء کو ذکر حبیب کی ایک مجلس میں مندرجہ ذیل روایات بیان کیں۔ (ایڈیٹر)

①

بیعت

مجھے پہلی دفعہ ۱۸۹۰ یا ۹۱ء میں قادیان آنے کا موقع ملا۔ ایک صاحب جن کا نام خدا بخش تھا۔ اور وہ میرے محسن تھے وہ مجھے ساتھ لائے۔ جہاں مولوی فخرالدین صاحب ملتانی کا کتاب گھر ہے۔ اس کے پیچھے ایک کمرہ تھا۔ اس کمرہ میں میری بیعت ہوئی تھی۔ اسوقت بیعت کلائی سے پکڑ کر لی جاتی تھی۔

②

مقدمہ کرم دین

کرم دین کا مقدمہ ایک ہندو آریہ کی عدالت میں تھا اور وہ سخت مخالف تھا۔ مگر حضور کو ایسا اطمینان قلب تھا گویا کہ کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ ایک تاریخ سے قبل لاہور میں ایک جلسہ تھا۔ حضور نے وہاں بڑے اطمینان سے تقریر فرمائی۔ حضور کے چہرے اور حالت سے خوشی ظاہر ہوتی تھی۔ حضور نے اسدن یہ فرمایا تھا کہ آج ہمارا یہاں لیکچر ہے اور کل گورداسپور میں ہماری پیشی ہے۔

③

قتل لیکھرام

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جب ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کا قتل ہوگیا۔ تو آپ نے ایک اشتہار دیا جس

حضور نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ:-

ہمکو اس امر کی خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہوئیں۔ لیکن ہمکو ہمدردی بھی ہے کہ ایک شخص عذاب میں مبتلا ہو گیا۔

اس سے اس روح کا پتہ لگتا ہے جو انبیاء میں ہمدردی کی پائی جاتی ہے۔

۴

اپنے خدام سے تعلق

حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہم تو اپنے دوستوں کے ساتھ خانہ زاد کا معاملہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ دین کے معاملہ میں حضور ایسا معاملہ کرتے تھے۔ جیسے باپ بچوں سے معاملہ کرتا ہے

۵

میرا ذاتی معاملہ

چراغ دین جمونی نے حضور کے ساتھ مباہلہ کیا۔ حضور نے مجھے جموں جا کر اس سے مباہلہ کا اصل مسودہ لانے کے لئے فرمایا۔ حضور نے مجھے اپنے پاس سے کرایہ دیا۔ چنانچہ میں وہاں گیا اور واپس آکر میں نے سفر خرچ کا حساب پیش کیا اور بقیہ روپے بھی پیش کئے۔ حضور نے رنج کا اظہار فرمایا۔ کہ حساب پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

۶

اخبار شبھ چنتک

قادیان کے آریوں نے ایک اخبار شبھ چنتک جاری کیا جس میں بڑی بدزبانی کی جاتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا جواب لکھوں گا۔ چنانچہ حضور نے کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" لکھی ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے کے تھوڑے دنوں بعد غالباً ایک ماہ بعد قادیان میں شدید طاعون پڑی اور شبھ چنتک اخبار کا سارا عملہ اس طاعون کا شکار ہو گیا۔

۷

سعد اللہ لدھیانوی

حضور نے سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا کہ وہ ابتر ہو گا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ اس کا لڑکا موجود ہے اور اندیشہ ہے وہ کہیں دعویٰ نہ کر دے۔ حضور نے فرمایا کہ جو ہم لکھ چکے ہیں واپس نہیں لینگے۔ اور ہم نے جو لکھا ہے خدا ویسا ہی کر دے گا۔ چنانچہ آنے والے واقعات نے بتلایا کہ خدا نے ویسا ہی کر دیا۔

۸

خاکسار پیپرمنٹ

ایک دفعہ حضور کے پیٹ میں درد سے تکلیف تھی درد کی وجہ سے کسی دوائی کا خیال نہ تھا۔ اسوقت حضور کو الہام ہوا

خاکسار پیپرمنٹ

چنانچہ حضور نے اسیوقت پیپرمنٹ استعمال کیا۔ جس سے آرام آگیا۔

۹

ختنہ

ماسٹر صاحب اگرچہ بڑی عمر کے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنت ابراہیمی کے ماتحت لدھیانہ کے ایک سفر میں جس میں ماسٹر صاحب بھی ساتھ تھے آپ کا ختنہ کروادیا۔

۱۰

نوکر بھی ایک فضل ہیں

حضرت ام المومنین ایک دفعہ کسی خادم پر ناراض ہوئیں تو حضور نے فرمایا

یہ نوکر بھی خدا کا فضل ہیں۔

۱۱

سلسلہ کے متعلق

فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے تخم ریزی کر دی ہے۔

اب یہ درخت پھلیگا بڑھے گا۔ کوئی روک نہیں سکے گا۔

۱۲

خدا کی باتیں

حضور کے زمانہ میں بہت سے واقعات ایسے ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ایک بات سے آگاہ کرتا اور وہ بات فوراً ہی ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور کو ۱۱ بجے الہام ہوا کہ بارش ہوگی اور زلزلہ بھی آئے گا۔ اسی روز شام کو بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی آیا۔

۱۳

اپنے بچوں کے متعلق

۱۹۰۶ئہ یا ۱۹۰۷ئہ کی بات ہے کہ میں صاحبزادگان کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن جبکہ میں پڑھا رہا تھا تو حضور میرے پاس سے گذرے۔ دیکھ کر فرمانے لگے کہ:-

ان کو پڑھاؤ انھوں نے بڑا آدمی بننا ہے

میں نے اسوقت حضور کو دیکھ کر عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ فرمایا دعا جتنی چاہو کرونگا۔

۱۴

سب سے پیارا شخص

حضور فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے۔ جو میرے کام میں میرا مددگار ہو

روایات

مرزا فضل بیگ صاحب ہوشیارپوری

میرے والد احمد بیگ صاحب محکمہ پولیس میں ملازم تھے اور میں پندرہ سولہ سال کی عمر میں محکمہ بندوبست میں ملازم ہو گیا تھا۔ اسوقت میں بوجہ اس عقیدت کے جو میرے خاندان کو حضرت صاحب سے تھی دعا کرا کے ملازمت پر گیا تھا۔

۱۸۹۱ئہ تک میں بندوبست میں ملازم رہا جب میں واپس آیا۔ تو اسوقت میرے والد نے مجھے حضرت صاحب کی بیعت کیلئے حکم دیا۔ ۱۸۹۲ئہ میں میں نے بیعت کی۔ میرے ساتھ اسوقت مرزا محمد علی بیگ نے بیعت کی وہ بھی میرے رشتہ دار تھے۔

کرم وجود

میری والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں کسی سائل کو خالی نہیں جانے دیا۔ کسی نے اگر دوا مانگی۔ وہ دوائی خواہ کتنی ہی قیمتی ہوتی بسا اوقات ساری شیشی ہی دے دیا کرتے تھے۔

نبوت

ایک دفعہ لاہور میں کسی نے اعتراض کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے۔ فرمایا

اگر میں نبوت کا دروازہ بند سمجھوں تو میں کیسے نبی ہو سکتا ہوں۔

فرمایا کہ:- میرے نبی ہونے کے لئے اگر شہادت کی ضرورت ہو۔ تو میں ایک ہزار آدمی ایسے پیش کر سکتا ہوں کہ جنھوں نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو"

اسپر معترض خاموش ہو گیا۔

حضور کی دعا کا اثر

میری پہلی بیوی کا جب انتقال ہوا۔ تو مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میں نابہ چلا گیا۔ وہاں سے میں نے حضرت اقدس کو خط لکھا اور اپنی مصیبت کا ذکر کیا۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ حضور مناسب سمجھیں تو مجھے ریاست مالیر کوٹلہ میں ملازم کرا دیں۔ حضور نے مجھے لکھا کہ:-

تمہارے خیالات بوجہ ہم سے دور رہنے کے مشرکانہ ہو گئے ہیں۔ تم استغفار کرو۔ دعا کی گئی ہے۔ اگر تکلیف ہے تو یہاں آجاؤ

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ ۶ ماہ کے اندر میری دوسری شادی مالیر کوٹلہ میں ہو گئی۔ اور میری مشکلات دور ہو گئیں

درخواست دعا

شاعر نازک خیال حضرت مسیح رہتاسی صاحب بعارضہ بخار علیل ہیں احباب انکی صحت کے لئے دعا کریں

وہ مبتلا ہیں جس بخار میں اب
دے شفا اُن کو اے مرے یارب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ رئیس حاجی پور

(۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۲۸ر جولائی ۳۵ء)

میرے دادا حاجی ولی محمد صاحب مرحوم ریاست کپورتھلہ میں بڑے پائے کے اہلکاروں میں سے تھے۔ ان کی وجاہت اور قابلیت کی وجہ سے مہاراجہ صاحب بھی ان کی بہت عزت اور قدر کرتے تھے۔ باقی اہلکاروں کا تو کیا ہی ذکر ہے وزیر صاحب بھی ان سے بہت خائف رہتے تھے۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہی تھی کہ وہ دیانتدار اور صاف گو تھے۔ راستی کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور بڑی فراست رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک معاہدہ پر بطور شہادت ان سے دستخط کرانے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے اس پر بدیں وجہ دستخط نہ کئے۔ کہ وہ جھوٹا تھا۔ جس کی وجہ سے اسوقت تک ان کا خاندان نقصان برداشت کرتا رہا ہے۔ اور حق تلفی کی گئی۔ مگر انہوں نے اور نا ہی ان کے ورثا نے اسوقت تک کچھ خیال کیا۔ بلکہ ان کا یہ نیک نمونہ ہم سب کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ جو ہمیشہ یاد رہے گا۔ انشاء اللہ

ان کے زمانہ کے قواعد جو ریاست کپورتھلہ میں انہوں نے بنائے تھے اسوقت تک رائج ہیں اور لفظاً محفوظ ہیں۔ کسی قسم کی بھی ترمیم نہیں ہوئی ریاست میں اسوقت تک ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حاجی صاحب جیسا نیک اور عادل حاکم پھر ریاست میں نہیں آیا۔ اور انہوں نے جو اپنے عہد میں رعایا کے لئے سہولتیں پیدا کر دی تھیں۔ اور ان کے حسن سلوک کی وجہ سے آج ان کے خاندان کے بچہ بچہ کو ریاست میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہ پہلے علاقہ انگریزی میں کسی اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور مہاراجہ صاحب کپورتھلہ مہاراجہ رندھیر سنگھ صاحب بہادر نے آپ کی خدمات مستعار حاصل کی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب سے پہلے بندوبست ہوا ہے یہاں کوئی بندوبست نہیں جانتا تھا۔ اسلئے آپ کو مہتمم بندوبست کے عہدے پر بلایا گیا تھا۔ آپنے یہاں آکر بندوبست قانونی جو آپ نے سب سے پہلے سنہ ۲۲ بکرمی میں کیا۔ اس کے بعد آپ بعہدہ مدار المہامی کار سرکار انجام دیتے رہے۔

آپ نے چار حج کئے تھے اور آپ کی حسن خدمات کے معاوضہ میں تحصیل بھنگواڑہ ریاست کپورتھلہ میں سرکار نے کچھ رقبہ عطا فرمایا تھا۔ جو نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ ان کے خاندان کے لئے عطا فرمایا گیا۔ انہوں نے اس زمین کو نوخیز کرا کر حاجی پور کے نام سے ایک گاؤں آباد کیا جو بھنگواڑہ ریلوے اسٹیشن سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر لب سڑک ہوشیارپور واقع ہے حاجی صاحب کو مہاراجہ صاحب ریاست کپورتھلہ نے نہیں چھوڑا اور آپ کا انتقال کپورتھلہ میں ہی ہوا اور کپورتھلہ ہی میں دفن کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی وفات کے بعد والد صاحب منشی حبیب الرحمٰن صاحب احمدی مرحوم کے ساتھ ریاست کے دستور کے مطابق رسم دستار بندی ادا کی گئی اور ان کو ان کا جانشین بنایا گیا۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کیا ہے کہ حاجی صاحب نے والد صاحب کی پرورش اور تعلیم و تربیت بطور فرزند کے فرمائی تھی۔ والد صاحب کی تعلیم کے لئے بہت سی آسانیاں بہم رکھی ہوئی تھیں۔ والد صاحب مرحوم کی تعلیم انٹرنس تک تھی

طبیعت ابتداء سے ہی ذہین تھی دوراندیشی کی ہر ایک معاملہ میں بہت عادت تھی۔ اللہ کریم نے حساب اور معاملہ فہمی میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ سکول میں حساب تاریخ جغرافیہ وغیرہ کے خلاصے خود ہی تیار کر لیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر سکول میں کوئی مشکل سوال آیا اور حل نہ ہو سکا تو فوراً ذہن کی رسائی سے ویسا ہی ایک چھوٹا سا سوال بنا کر پہلے حل کر لیا۔ اور ساتھ ہی وہ سوال بھی حل ہو جاتا تھا۔ آپ اپنے استادوں کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ میں نے یہ خود بھی دیکھا ہے۔ ابتدائی میں آپ کی تعلیم انگریزی کے لئے ایک انگریزی ملازم رکھا ہوا تھا۔ جو سکول کے علاوہ انگریزی تعلیم آپ کو دیا کرتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں چوتھی جماعت میں ہی انگریزی میں خط و کتابت کرنے لگا تھا ایسا ہی دیگر علوم کے لئے متعدد آدمی رکھے ہوئے تھے بچپن میں آپ شریر لڑکوں کی صحبت سے علیحدہ رہتے تھے شریف اور نیک صحبت اختیار کرتے تھے۔ امتحان میں کبھی نقل وغیرہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ راستی صداقت اور حق گوئی روز پیدائش سے آپ کا شیوہ تھا اسی پر آپنے تمام عمر بسر کر دی۔ خواہ کتنا ہی کچھ نقصان ہو اور اعلیٰ سے اعلیٰ حاکم بھی سامنے ہو کبھی راستی اور حق گوئی کو نہیں چھوڑا۔ بعد تحصیل علم دادا صاحب نے آپ کو ریاست کے ایک محکمہ میں آموختہ کام کے لئے لگا دیا۔ اسوقت بھی وہ پوری محنت اور کوشش سے مشیر مالی کی پیشی کا خود کام کیا کرتے تھے۔ بعد وفات دادا صاحب آپ کو ابتداء میں عہدہ تحصیلداری پیش کیا گیا۔ مگر انہوں نے بدیں وجہ انکار کر دیا کہ ان کو ملازمت سے نفرت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ملازمت میں جھوٹ۔ فریب دھوکہ وغیرہ جس قدر بھی بری باتیں ہیں۔ بغیر افسر کے خوف سے کرنی پڑ جاتی ہیں۔ جو خدا کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔ اسلئے میں اس کام سے بچنا ہی چاہتا ہوں۔ اور تمام عمر ملازمت نہیں کی۔ مگر حکام کے احکام کی تعمیل میں کبھی دریغ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

فرماتے کہ اگر آج ہم ان دنیاوی حکام کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کرینگے عادی ہو گئے۔ تو یقیناً یہ عادت بد ہمارے لئے بہت برے نتائج پیدا کرے گی۔ اور ایک روز انسان اس بد عادت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے سے گریز کرنے لگے گا۔ اور یہ پھر جہنم کا راستہ ہے

چنانچہ آپ کے آخری ایام میں ایک روز تحصیلدار صاحب بھنگواڑہ نے شام کے وقت بلایا۔ علالت اور موسم کی خرابی (بارش ہو رہی تھی۔ سردی کے دن تھے) میں نے عرض کیا کہ آپ ایسی حالت میں نہ جائیں تکلیف ہے اور زیادہ طبیعت خراب ہو جانے کا احتمال ہے۔ فرمایا کہ ہم حاکم کا جانا ضروری ہے اسطرح پر اگر روز انسان کو نفس کی خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔ اسلئے میں حتی الوسع ایسی باتوں سے احتیاط رکھتا ہوں۔ والد صاحب مرحوم کو دادا صاحب کی وفات کے بعد بہت سے مقدمات پیش آ گئے۔ جو کچھ تو شرکاء جائیداد کی جانب سے اور کچھ دشمنوں اور رعایا خود کی جانب سے کھڑے کئے گئے تھے اور ہندوستان (اپنے اصلی وطن) کپورتھلہ اور بھنگواڑہ میں ہر طرف شب و روز دوڑ بھاگ اور انہماک رہا کرتا۔ مگر باوجود ان مصروفیتوں کے آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں بھلایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جس قدر مقدمات ہوئے ان سب مقدمات میں اور ہر ایک پیشی پر والد صاحب کو حضور کے ہمرکاب رہنے کا فخر حاصل ہوتا رہا ہے۔ دہلی کے مباحثہ میں بھی آپ حضرت صاحب کے ساتھ تھے

والد صاحب کے ذاتی مقدمات کے علاوہ کپورتھلہ کی مسجد جو دادا صاحب نے اپنی حیات میں تعمیر کرائی تھی۔ اور ساتھ ہی کچھ اراضی بھی سرکار کی جانب سے بطور معافی اس مسجد کے نام وقف تھی اور ہے۔ چونکہ والد صاحب اس مسجد کے متولی تھے اسلئے آپ پر شرکاء وغیرہ اہل محلہ والوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ کی گئی۔ چنانچہ عدالت میں رجوع کیا گیا اور اس مقدمہ کی کامیابی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی دعائیں فرمائیں۔ تا آنکہ حضور نے بذریعہ خط قبل از وقت اطلاع دیدی تھی کہ اگر میں سچا ہوں تو آپ کو مقدمہ میں فتح اطمینان کی ہوگی۔ چنانچہ آخری عدالت چیف کورٹ تک مقدمہ کا فیصلہ والد صاحب کے حق میں ہو گیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بین نشان آج تک موجود ہے۔ اور وہ مسجد آجتک ہم سب بھائیوں کی ولایت میں جماعت کپورتھلہ کے زیر اہتمام ہے۔ مخالفین کو اس میں ریشہ بھر [illegible]

پڑی تھی۔

والد صاحب مرحوم ہمیشہ سے تہجد گزار تھے۔ اور آخری عمر کا قریباً ۱۲ سال عرصہ تو آپ کا عین عبادت الٰہی میں صرف ہوا۔ راتوں میں محض چند گھنٹے سوتے تھے باقی وقت تلاوت کلام پاک و تفاسیر یا حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ تھا۔ جن کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہر وقت آپکے سرہانے رہتا تھا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے نیز تمام خاندان نبوت سے ایک قسم کا عشق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جب بھی ذکر فرمایا کرتے تھے تو ہمیشہ چشم پرنم ہو جاتے بعض دفعہ تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی اسقدر حضور کی یاد میں بے قرار ہو جاتے تھے۔ اور بالآخر بے اختیار ہو کر کہتے کہ ہم تو یتیم رہ گئے۔ حضرت مسیح موعود کی خدمت آپ کے لئے مایہ ناز تھی۔ چنانچہ ابتداء میں لدھیانہ کا جوتا جو حضور پہنا کرتے تھے خرید کر اکثر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے

حضور سے آپ کی بہت خط وکتابت رہا کرتی تھی جس کا افسوس ہے کہ ہمارے پاس ریکارڈ نہیں رہا صرف ایک خط کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔

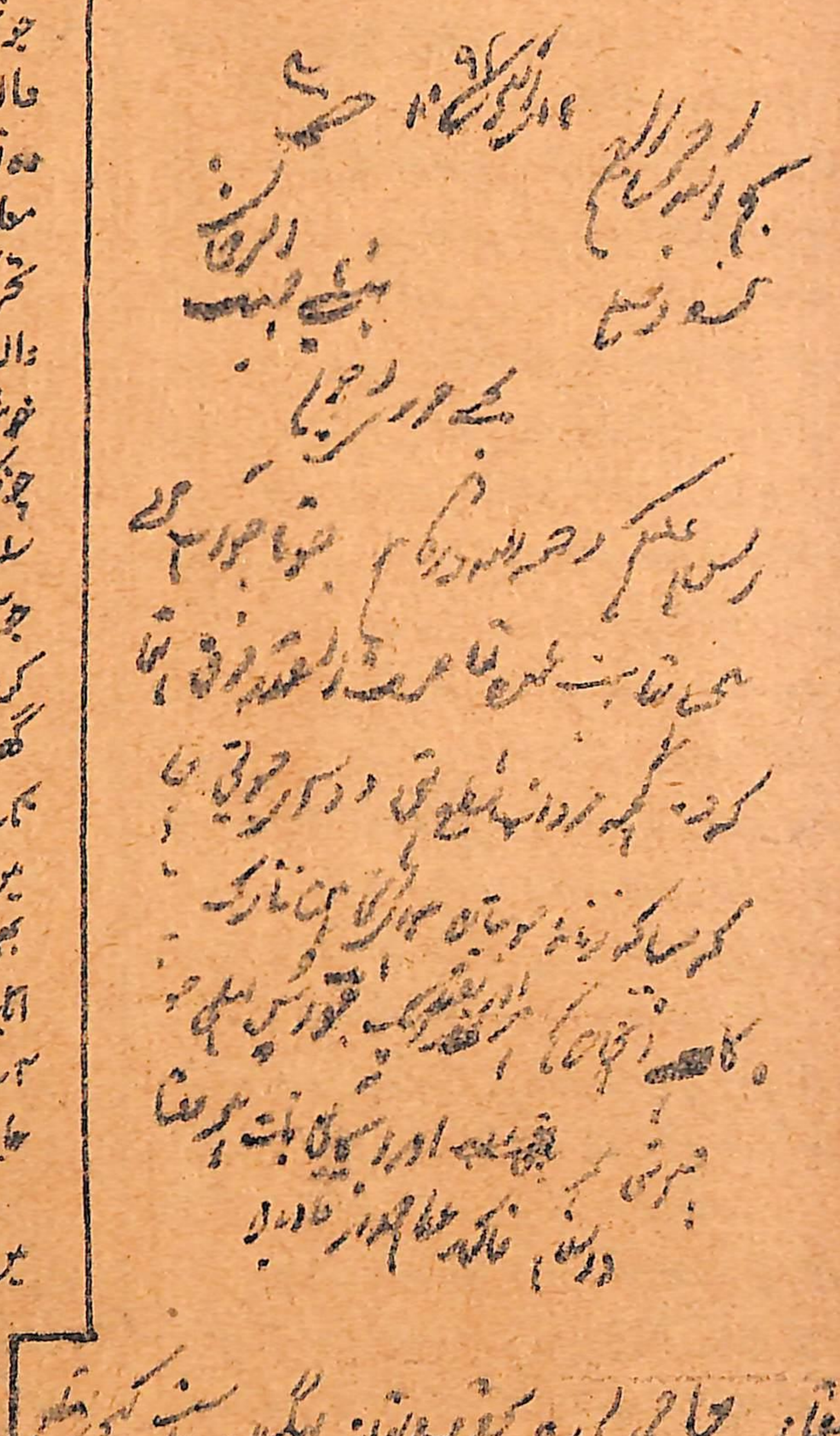

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

[illegible] منشی حبیب الرحمن [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible]

[illegible] خاکسار غلام احمد از قادیان

بمقام حاجی پورہ [illegible] ریاست کپورتھلہ

بخدمت [illegible] منشی حبیب الرحمن صاحب

افسوس یہ قیمتی گوہر ہمارے پاس محفوظ نہ رہ سکا اسکے ضائع ہونے کی بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ حاجی پور کی نئی نئی آبادی تھی وہاں دیمک بہت تھی۔ اسلئے والد صاحب نے کتب وغیرہ کی حفاظت کے لئے بہت سامان کئے۔ مگر دیمک کی کثرت کی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔ آخر دم تک بہت تجربے کئے۔ بالآخر اس میں کامیابی پائی کہ سفیدی میں نیلا تھوتھا ملا کر زیادہ زیادہ تعداد میں الماریوں میں پھروایا۔ اس میں کامیابی ہوئی اور دیمک نہیں لگی۔ اور الماریوں کو ہوا بھی لگتی رہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جالندھر میں تشریف فرما تھے۔ اور کسی خاص غرض کے لئے وہاں قیام فرمانا تھا۔ والد صاحب روزانہ صبح کی گاڑی سے جالندھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ اور تمام دن حضور کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ اور رات کو حضور کی اجازت سے واپس آ جاتے۔ ایکدن کسی وجہ سے وقفہ ہو گیا اور حاضر نہیں ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آمد کا وقت گذر جانے کے بعد بہت تشویش ہوئی اور بار بار گھبراہٹ کی حالت میں یاد فرماتے کہ آج منشی صاحب نہیں آئے۔ کیا وجہ ہے۔ اس روز آپنے احباب میں چندہ کی خاص تحریک بھی فرمائی تھی۔ والد صاحب کے حاضر نہ ہونے پر غالباً ماموں ظفر احمد صاحب کو حاجی پور روانہ فرمایا۔ اور حضور کا یاد فرمانا بتلایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ آج خاص چندہ کی تحریک بھی فرمائی ہے۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت میرے پاس جس قدر روپیہ تھے سب ہمراہ لے گیا کہ حضرت کے حضور پیش کروں گا۔ چنانچہ ان کے پہنچنے پر حضور آپ کو تنہائی میں اوپر کی منزل پر لے گئے اور اس تحریک کے متعلق جو تجاویز تھیں وہ سنا کر مشورہ طلب کیا۔ چنانچہ والد صاحب مرحوم اپنے ساتھ جو نقدی لے گئے تھے وہ فوراً حضور کی خدمت بابرکت میں پیش کر دی۔ تو تمام یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک صد روپیہ سے کچھ کم رقم تھی اور اس تحریک کی رقم میں بھی اسی قدر کمی تھی جو اس طرح والد صاحب کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ اس پر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بس اب ہماری تحریک پوری ہو گئی چونکہ جالندھر سے روزانہ ہوشیارپور جانے کا بھی سلسلہ تھا۔ اسلئے والد صاحب کے پاس ایک یکہ تھا۔ جو آپنے حضور کی خدمت میں اس غرض کے لئے پیش کر دیا کہ اس یکہ سے یہ خدمت لی جایا کرے (یکہ گھوڑا۔ اور سایہ بان سب پیش کر دیئے) چنانچہ جب تک حضور جالندھر میں مقیم رہے وہ یکہ حضور کی خدمت میں رہا۔ جالندھر سے روانگی پر حضور کا حاجی پور بھی جلوہ افروز ہونے کا ارادہ تھا۔ مگر جالندھر سے ایک فوری اور ضروری کام پیش آ جانے کی وجہ سے آپ سیدھے لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اسوجہ سے حاجی پور تشریف نہ لا سکے۔

ہماری بہت بڑی برادری ہے۔ اور ہم رشتہ داروں میں سے صرف والد صاحب مرحوم اور میرے ماموں صاحب حضرت منشی ظفر احمد صاحب دونوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے اور سابقون الاولون میں سے ہونے کا فخر حاصل ہے اور خداوند کریم کے فضل و کرم سے۔ اسوقت تک یہ دونوں خاندان مخلص خاندان ہیں۔ ایک دفعہ عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا جو بظاہر بہت خطرناک تھا۔ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی۔ مگر میں نے ڈرتے ڈرتے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حضور لکھ بھیجا۔ حضور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ آپ کے والد صاحب مخلص ہیں اور مخلص ہی رہیں گے۔ چنانچہ خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے آخر دم تک وہ مخلص ہی رہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کپورتھلہ کی جماعت سے بہت محبت تھی اور حضور نے کپورتھلہ کو قادیان کا محلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپنے جماعت کپورتھلہ کو ایک تحریر بھی دی تھی۔ کہ یہ جماعت یہاں بھی ہمارے ساتھ ہے اور قیامت کے روز بھی ہمارے ساتھ ہی ہوگی (مفہوم) اسوقت جماعت کپورتھلہ میں ذیل کے احباب شامل تھے منشی محمد خان صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب (میرے ماموں صاحب) منشی حبیب الرحمن صاحب (میرے والد صاحب مرحوم) منشی عبد الرحمان صاحب۔ منشی فیاض علی صاحب۔ میاں روشن دین صاحب سبزی فروش۔ حکیم مہتاب علی صاحب۔ حسن خان صاحب سپاہی۔ فتح دین صاحب سپاہی۔ حافظ امام الدین صاحب امام مسجد کپورتھلہ میاں نظام الدین صاحب (یہ نام مجھے منشی عبد الرحمن صاحب کپورتھلوی مہاجر قادیان سے معلوم ہوئے ہیں)

آپکے ایک ہی حقیقی بھائی تھے اور وہ بڑے تھے (جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے) ان کو سلسلہ سے بہت عداوت تھی۔ وہ کوئی ایسے عالم بھی نہ تھے۔ معمولی دنیادار آدمی تھے زیادہ ان کی رہائش بوجہ ملازمت اودھ میں تھی۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ اور بڑا بھائی ہونے کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے۔ وہ بھی سلسلہ کی مخالفت کبھی والد صاحب کی موجودگی میں نہ کرتے تھے ایک تقریب خاص میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ کی شادی کے موقعہ پر جبکہ عزیز و اقارب جمع تھے۔ اور چھوٹے بڑے سب موجود تھے۔ معمولی سی قیل و قال پر انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ کلمہ استعمال کیا۔ ان کی یہ گستاخی والد صاحب کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ اور بڑے بھائی سے انتقام لینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کے بڑے بھائی (جن کی بڑا ہونے کی وجہ سے آپ بہت عزت کرتے تھے) معافی کے خواہاں ہوئے۔

آپ کو حضرت مسیح موعود کے وصال کی اطلاع ایسے وقت ہوئی کہ آپ نماز جنازہ میں بھی شامل نہیں ہو سکے اور بعد میں دارالامان پہنچے۔ جب آپ دارالامان میں تشریف لائے ہیں بہت آزردہ غمگین تھے۔ غم کے مارے گفتگو کرتے تھے۔ اور نہ ہی منہ سے آواز نکلتی تھی (یہ عاجز اسوقت یہاں پڑھا کرتا تھا) آپنے حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی مگر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ کوئی اور ہی ہے یہ تو سربراہ خلافت ہیں

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے عہد خلافت کے ابتدائی ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کسی شادی میں جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس راہ کو گاڑی پہنچتی تھی اسلئے رات کو حاجی پور قیام فرمانے کا فیصلہ ہوا۔ والد صاحب کو اطلاع کر دی گئی۔ والد صاحب معہ سواری گاؤں کے کچھ آدمیوں کو ہمراہ لے کر سٹیشن پھگواڑہ پر رات کو آپکے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تشریف لے آئے۔ بہت خوش ہوئے اور خوشی خوشی حاجی پور آ گئے۔ چونکہ نماز وغیرہ سے فراغت ہو چکی تھی صبح فجر کی نماز کے لئے میاں صاحب نے والد صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ مگر والد صاحب کی درخواست پر میاں صاحب نے نماز پڑھائی۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) نماز پڑھا رہے تھے میرا دل چاہتا تھا کہ میں آپ کی بیعت کر لوں اگر اسوقت ذرا بھی اشارہ کر دیں تو میں فوراً بیعت کر لوں۔ اسوقت سے آپ میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کو اپنا امام اور

[illegible] (باقی آئندہ)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ھو الناصر

زلزلہ کوئٹہ بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا نشان ہے

اے خداتعالیٰ کا خوف رکھنے والے لوگو! حق کے قبول کرنے میں دیر کیتک؟

(نمبر دوم)

(از قلم امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

خداتعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تا وہ اس کی صفات کا مظہر ہو۔ تا وہ ان خوبصورتیوں کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں پوشیدہ ہیں لیکن ابلیس نے اس میں روک ڈالی اور ان کو چھپانا چاہا اس نے نہ چاہا کہ خدا کا حسن ظاہر ہو۔ بلکہ اس نے حکومت اور بڑائی کو پسند کیا۔ یہ وہ جنگ ہے جو آجتک چلی آرہی ہے۔ خدا کے بندے اسلئے آگے رہتے ہیں۔ تا اللہ تعالیٰ کی بڑائی دنیا میں قائم کریں۔ اور شیطان کے دوست یہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ لوگوں کو ان سے غافل کریں۔ اور ان کی طرف سے توجہ ہٹا دیں وہ اپنے دل کی باتوں کو خداتعالیٰ کے نبیوں کی طرف منسوب کر کے ان کے چہرہ کو داغدار دکھانا چاہتے ہیں اور اپنی سیاہی کو ان کے منہ پر مل کر انھیں سیاہ فام بتانا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا آسمان و زمین کا مالک خدا اپنے خادموں کو یونہی چھوڑ سکتا ہے؟ کیا وہ اپنی پیدا کی ہوئی روشنی کو بجھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟ یا اپنے نور کو تاریکی کے پردے میں چھپنے پر راضی ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ بخدا نہیں! وہ زور آور حملوں سے اپنے مسکین اور بے کس ماموروں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کے بلند کرنے کے لئے دنیا کی بلندیوں کو پست کرنے سے بھی نہیں رکتا۔

آہ! یہ کیا دردناک نظارہ ہے جو دنیا میں ابتدائے آفرینش سے دکھایا جا رہا ہے۔ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا تمام کائنات کا مالک۔ ہر چیز پر قادر خدا اپنی ذلیل مخلوق کو جو اس کے ایک اشارے سے فنا کی جا سکتی ہے اپنی طرف بلاتا ہے وہ اسے عزت دینا چاہتا ہے۔ اپنا قرب بخشنا چاہتا ہے۔ اپنی محبت کا پیالہ پلانا چاہتا ہے۔ اپنے وصال سے متمتع کرنا چاہتا ہے۔ اپنی جنت کے دروازے اسکے لئے کھول دیتا ہے۔ ایک ذلیل کیڑے سے بنے ہوئے انسان کے لئے اپنے فضلوں کی ایک بڑی دعوت کے سامان کرتا ہے اور اپنے پیارے اور مقدس وجودوں کو اس کے بلانے کے لئے بھیجتا ہے۔ لیکن وہ نادان اور غافل مخلوق شیطان اور اس کی ذریت کی آواز کو سن کر خداتعالیٰ کی دعوت کو رد کر دیتی ہے۔ وہ نجاست پر رغبت سے منہ مارتی ہے۔ لیکن پاک نعمائے خدا کو ہزار نفرت کے ساتھ پرے پھینک دیتی ہے۔ وہ ناک بھوں چڑھا کر منہ پھیر لیتی ہے۔ اور اس پاک ازلی کی ایک جھلک دیکھنے پر بھی آمادہ نہیں ہوتی۔ اے ظالم انسان! یہ سلسلہ کبتک چلا جائے گا؟ کب تک جنت کے دروازے تیرے انتظار میں کھلے رہیں گے؟ کبتک تو اپنے دشمن شیطان کی مجلس میں بیٹھا اپنے خون کے پیالے پیئے گا۔ اور اپنی روح کو آپ مارے گا؟ کب تیری آنکھیں کھلیں گی اور تو اپنے محبوب کے ہاتھ سے وہ زندگی بخش جام پی جائے گا۔ جسے وہ مدتوں تیرے لئے اپنے پیارے ہاتھوں میں لئے کھڑا ہے؟

دیکھ! خداتعالیٰ نے پھر تجھے بلانے کے لئے اپنا مسیح بھیجا ہے۔ جس کی خبریں تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں جس کی نسبت خود اس کے آقا اور سردار تمام انبیاء و اولیا کے سرتاج حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ کیا ہی مبارک ہے وہ امت جس کی ابتدا میں میں اور آخر میں مسیح موعود ہوگا۔ مگر اے انسان! تو نے اس کا کسطرح استقبال کیا؟ کیا محبت کے ہاتھ پھیلا کر یا پتھروں کی بوچھاڑ سے؟ کیا مرحبا کہہ کر یا گالیاں دے کر؟ اے شریف انسان میں تجھ سے پوچھتا ہوں اور خداتعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اسی خدا کا جس کے ہاتھ میں تیری جان ہے۔ کہ کیا تو نے اسقدر گندی گالیاں اور وہ بدزبانیاں جو اس خداتعالیٰ کے مامور کے متعلق جائز سمجھی گئی ہیں۔ کبھی اور کسی شخص کے متعلق بھی سنی ہیں؟ پھر کیا یہ ممکن تھا کہ خداتعالیٰ جو اپنے پیاروں کی سخت غیرت رکھتا ہے خاموش رہتا اور اس بدزبانی کا نتیجہ نہ دکھاتا؟

اس نے مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت کی ابتداء میں کہدیا تھا "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

یہ وہ پرشوکت الفاظ ہیں جو آج سے قریبًا ساٹھ سال پہلے بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے کہے۔ اور جو اسی وقت انھوں نے شائع کر دیئے۔

اب اے سوچنے والے دل۔ اور سچائی سے محبت رکھنے والی روح! غور تو کر کیا یہ الہام لفظ بلفظ پورا ہوا یا نہیں کیا یہ سچ نہیں کہ دنیا نے مسیح موعودؑ کے دعوے کو رد کیا؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں ہزارہا تہری نشان دکھائے اسی طرح جس طرح اس نے آدم اور نوح اور ابراہیم اور ہود اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تائید میں نشان دکھائے تھے؟

میں اسوقت دوسرے نشانات کا ذکر نہیں کرتا۔ صرف اس تہری نشان کا ذکر کرتا ہوں جو کوئٹہ کے زلزلہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ جس میں ساٹھ ہزار کے قریب آدمی مر گیا ہے اور کوئٹہ کی آبادی کا قریبًا ۸۰ فیصدی حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ اور عمارتیں تو قریبًا سب ہی تباہ ہو گئی ہیں۔ آجتک زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں اور بیس پچیس ہزار کے قریب لاشیں ابتک اس علاقہ میں کفن کے بغیر مٹی کے نیچے سڑ رہی ہیں یہ ایسا عبرتناک نظارہ ہے جسے دیکھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کا دل بھر آنا چاہیئے۔ مگر افسوس اس زمانہ کے لوگ اس سے بھی نصیحت نہیں اٹھاتے۔

پورے اکتیس سال ہوئے بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی "عفت الدیار محلھا ومقامھا۔ انی احافظ کل من فی الدار" خداتعالیٰ عنقریب دنیا پر ایک تباہی لائے گا وہ تباہی ایسی ہوگی کہ اس سے ان علاقوں کی عمارتیں بھی گر جائینگی۔ جہاں لوگ عارضی طور پر سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں اور ان علاقوں کی عمارتیں بھی جہاں لوگ مستقل رہائش کے طور پر رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس آفت کے وقت ان لوگوں کو جو تیرے گھر میں رہتے ہیں محفوظ رکھیگا۔ (۸ر جون ۱۹۰۴ء) اس الہام کا پہلا حصہ یکم مئی کو بھی بطور الہام نازل ہوا تھا۔ اور یہ دونوں الہام اسی وقت بانی سلسلہ احمدیہ نے شائع کر دیئے تھے۔ اس کے قریبًا ایک سال کے بعد ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ کا وہ شدید زلزلہ آیا جس میں ۲۵ ہزار کے قریب آدمی مر گئے۔ اور جو زخمی ہوئے ان کی تو کوئی گنتی ہی نہیں۔ اب اے خدا سے خوف رکھنے والے لوگو! ذرا غور تو کرو کہ یہ نشان کیسا واضح تھا۔ اس الہام میں صاف بتایا گیا تھا کہ (۱) زلزلہ آئے گا۔ کیونکہ زلزلہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے علاقہ کی عمارتیں گر جائیں (۲) وہ ایسی جگہ آئے گا جو لوگوں کے لئے سیرگاہ ہوگی۔ اور لوگ وہاں سیر کے لئے جایا کرتے ہوں گے۔ اب دیکھ لو کہ ڈلہوزی۔ دھرمسالہ۔ پالم پور وغیرہ کا علاقہ ایسا ہے کہ اس کی اکثر آبادی باہر سے سیر کرنے کے لئے آنیوالوں پر مشتمل ہوتی ہے (۳) یہ کہ وہ قادیان سے قریب جگہ ہوگی اور قادیان اس زلزلہ کے حلقے میں ہوگا۔ لیکن خداتعالیٰ دیار مسیح موعودؑ کو محفوظ رکھے گا۔ یہ بات بھی پوری ہوئی۔ کیونکہ قادیان زلزلہ کے علاقہ کے بالکل قریب تھا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ امرتسر اور لاہور جو قادیان کی نسبت زلزلہ کے علاقہ سے ۵۰ اور ۷۰ میل دور تھے وہاں تو ہزارہا عمارتوں کو نقصان

پہنچا۔ سینکڑوں آدمی فوت ہو گئے لیکن قادیان خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گھر باوجود بہت قریب ہونے کے بالکل محفوظ رہا۔

لوگوں نے اس پر ہنسی اڑائی اور کہا کہ یہ اتفاق کی بات ہے کبھی تخمینی بات بھی تو پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے کہا کہ اے سنگدلو صبر کرو۔ اگر تم نے اس نشان سے فائدہ نہیں اٹھایا تو ہم اور نشان دکھائیں گے۔ اور ایسی کثرت سے دکھائیں گے کہ اتفاق کا کوئی سوال ہی نہیں رہے گا۔ اور اس نے پھر خبر دی کہ میں دنیا کے ہر علاقہ میں زلزلہ پر زلزلہ لاؤں گا۔ اور ایسے شدید زلزلے دنیا میں آئینگے کہ ایک قیامت کا نظارہ لوگوں کی آنکھوں کے آگے آ جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:۔ "اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۵۷)

اے وہ لوگو۔ جن کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ اور جو موت کو بالکل ہی نہیں بھلا چکے۔ ذرا ان الفاظ پہ غور کرو اور دیکھو کہ کسطرح جاپان کے زلزلے اور بہار کے زلزلے اور کوئٹہ کے زلزلہ کی ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے اور ان ہی کی نہیں بلکہ بہت سے زلزلوں کی جو دنیا کو تباہ کر دینے والے اور ان کے امن کو برباد کر دینے والے ہوں گے۔ دلوں کا امن جاتا رہے گا۔ اور قلوب کا اطمینان تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ لوگوں نے اپنے پیدا کرنے والے کی آواز کو نہیں سنا۔ اور شیطان کے پیچھے لگ گئے اور خدا کی محبت کو دلوں سے نکال دیا۔ اور دنیا کی محبت کو اپنے سینوں میں جگہ دی۔ انھوں نے اپنے خیر خواہ کو گالیاں دیں اور اپنے دشمنوں کو اپنا سردار بنا لیا اے کاش وہ اپنی آنکھیں کھولتے اور دیکھتے کہ انکے علماء انھیں کدھر لے جا رہے ہیں۔ کیا وہ انھیں مسیح کی تعلیم دیتے ہیں یا خبیث کی؟ وہ انھیں اخلاق سکھاتے ہیں یا بد زبانی؟ اور توبہ کرتے اور خدا کے مامور کو قبول کرتے اور دلوں میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرتے کہ لاف و گزاف سے خدا نہیں ملتا بلکہ عجز و انکسار سے ملتا ہے۔ تب وہ دیکھتے کہ آسمان کی بادشاہت کے دروازے ان کے لئے کھل جاتے۔ اور خدا تعالیٰ آسمان سے ان کی مدد کے لئے خود اترتا۔

اے عزیزو! جو تفصیلی پیشگوئیاں زلزلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ عفت الدیار کذکری (۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء مطبوعہ اخبار بدر جلد ۱ نمبر ۲ صلہ) یعنی ایک علاقہ مسطرح

جس طرح اس میں سے ہی نماز اور قرآن کریم کا چرچا مٹ گیا ہے اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالے زلزلوں میں سے کم از کم ایک زلزلہ اسلامی علاقہ میں آئے گا۔ جس طرح مسلمانوں میں سے نماز قرآن کریم پر عمل مٹ گیا ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ اس علاقہ کو مٹا دے گا۔

اب اے حق سے محبت رکھنے والی روحو! غور تو کرو کہ مسلمانوں میں کتنی تعداد نماز پڑھتی یا قرآن کریم کی طرف توجہ کرتی ہے؟ یقیناً دس پندرہ فیصدی سے زیادہ نہیں۔ اب اس بات کو مد نظر رکھ کر کوئٹہ کے علاقہ کی تباہی کے حالات پڑھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہاں کے مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد کی نسبت بالکل محفوظ رہنے والوں کے مقابلہ میں اتنی ہی ہے یعنی وہاں بھی جو لوگ بالکل محفوظ رہے ہیں وہ دس پندرہ فیصدی ہیں۔ اور جو لوگ مرے یا زخمی ہوئے ہیں ان کی تعداد ۸۵ فیصدی کے قریب ہے۔ اب سوچو یہ کیسی واضح پیشگوئی تھی کہ جس میں نہ صرف علاقہ بتایا گیا تھا بلکہ مرنے والوں اور زخمی ہونے والوں کی تعداد کی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا۔ بلکہ جب ہم ایک اور الہام کو ملاتے ہیں جو یہ ہے کہ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" تو ہمیں زلزلہ کا وقت بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ الہام میں زلزلہ کا وقت بہار بتایا گیا ہے۔ اور بہار کا وقت شمالی علاقوں کے لئے مئی تک ہوتا ہے۔ یعنی گرم علاقوں میں پہلے شروع ہوتا اور جلد ختم ہو جاتا ہے۔ اور سرد علاقوں میں بعد میں شروع ہوتا اور دیر میں ختم ہوتا ہے اور یہ تعیین بہار کے موسم کی خود بانی سلسلہ احمدیہ نے کر دی تھی اور اپنی کتاب الوصیت کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۵ پر لکھا تھا کہ بہار کا موسم جنوری کی ابتداء سے مئی کے آخر تک ہے۔ چنانچہ اسی کے ماتحت بہار میں جو گرم علاقہ ہے زلزلہ ۱۶ جنوری کو آیا۔ اور کوئٹہ میں جو پہاڑی علاقہ ہے اور جہاں بوجہ سردی شگوفہ دیر میں نکلتا ہے عین ۳۱ مئی کو بانی سلسلہ احمدیہ کے کہنے کے مطابق جو بہار کا آخری دن تھا زلزلہ آیا۔

اب اے سوچنے والو! سوچو! اور غور کرنے والو غور کرو کہ کیا یہ قہری نشان ایسا نہیں کہ تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کرے آخر سوچو تو سہی کہ کیا ایک کاذب کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے نشان دکھا سکتا ہے؟ خدا تو کاذب کو شرمندہ کرتا ہے اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کرتا ہے مگر یہاں یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نشان پر نشان دکھاتا چلا جاتا ہے اور عذاب پر عذاب لاتا چلا جاتا ہے کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ لوگ غور کریں اور خدا تعالیٰ کے مامور کو قبول کر کے اس کے عذاب سے محفوظ ہوں۔ اور اس کے فضلوں کے وارث ہوں؟

میں دیکھتا ہوں کہ احراری لیکچرار اور اخبار لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دے رہے ہیں کہ زلزلہ کی خبر تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ پھر یہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کیونکر ہوئی؟ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ قرآن کریم میں تو یہ پیشگوئی تیرہ سو سال سے موجود تھی۔ پھر تیرہ سو سال میں کیوں نہ کسی نے اس پیشگوئی کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا؟ بانی سلسلہ احمدیہ کا زلزلوں کی خبر دینا اور دعویٰ کرنا کہ قرآن کریم کی پیشگوئی میرے ہی زمانہ کے متعلق تھی۔ یہ تو اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ ہی قرآنی موعود ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ادھر بانی سلسلہ علیہ السلام زلزلوں کی خبر دیتے ہیں اور ادھر قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ کیا یہ کھلا ثبوت نہیں اس امر کا کہ قرآن کریم کا نازل کرنیوالا خدا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجنے والا ہے؟ چنانچہ جب قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے مامور کو بتایا کہ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ شروع ہونیوالا ہے۔

دوسرے اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے صرف نقل کر کے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا اور آپ کو الہاماً آگے وقت سے خبر نہیں دی گئی تھی۔ تو سوال یہ ہے کہ آپ تو بقول احرار (نعوذ باللہ من ذالک) ناپاک اور گنہگار تھے پھر کیا سبب ہے کہ اس قرآنی ارشاد کے موافق کہ سوائے پاک لوگوں کے قرآن کریم کے معارف تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو تو قرآن کریم سے زلزلہ کے صحیح وقت اور مقام اور علاقوں تک کا علم ہو گیا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھنے کا دعویٰ کرنے والے علماء اس سے ناواقف رہے اور ان کو قرآن کریم میں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو دعویٰ ہے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے۔ پھر قرآن کریم میں ان پیشگوئیوں کے موجود ہونے پر آپ کیا اعتراض ہو سکتا ہے آپ کا دعوے تو یہ ہے کہ ان پیشگوئیوں کی تفصیلات خدا تعالیٰ نے تازہ الہام سے مجھے بتائی ہیں۔ اگر یہ دعویٰ غلط ہے تو یہ رسول کی گدی کے دعویدار بتائیں کہ ان میں سے کس نے ایک سال سے بھی کم عرصہ پہلے کانگڑہ کے زلزلہ کی خبر دی تھی؟ اور کس نے کوئٹہ کے زلزلہ کے مقام اور اس کے وقت اور اس کی تباہی کی نوعیت کی خبر دی تھی؟ اور کس نے بہار کے زلزلہ اور اس کے وقت اس کی لہروں کی سمت تک کی خبر دی تھی؟ اور کس نے کوئٹہ کے زلزلہ کے مقام اور اس کے وقت اور اس کی تباہی کی نوعیت کی خبر دی تھی؟ اگر مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کسی نے نہیں تو وقوعہ کے بعد اس قسم کی بہانہ سازیاں کرنا کیا تقویٰ کے خلاف نہیں؟ اور لوگوں کو حق سے محروم رکھنے کی کوشش نہیں؟

اور کس نے بہار کے زلزلہ اور اس کے وقت۔ اس کی لہروں کی سمت تک کی خبر دی تھی؟ اور

پھر کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ قرآن کریم میں جہاں زلزلہ کی خبر ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبر ہے کہ جس وقت اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ اس زلزلہ کی پھر ایک تازہ وحی کے ذریعہ دنیا کو خبر دے گا چنانچہ سورۂ زلزال میں اللہ تعالیٰ زلزلہ کی خبر دے کر فرماتا ہے **بان ربک اوحی لہا**۔ یہ سب اس لئے ہوگا کہ اے رسول تیرا رب زمین کے بارے میں پھر ایک وحی نازل کرے گا اسیطرح قرآن کریم میں صاف طور پر آتا ہے کہ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا** (سورۂ بنی اسرائیل ع ۲) ہم کبھی دنیا پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک پہلے رسول نہ بھیج لیں۔

پس اگر یہ عذاب قرآنی ہے تو اسی قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس قسم کے عالمگیر عذاب بغیر مامور کی بعثت کے نہیں آیا کرتے۔ پھر کیوں لوگ آنکھیں کھول کر اس مامور کی تلاش نہیں کرتے اور اس پر ہنسی اڑانے کی جگہ اس کی اطاعت اختیار نہیں کرتے۔؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زلزلہ تو بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات کے بعد آیا ہے۔ پھر ان کی صداقت کا نشان کیونکر ہوا؟ اے کاش یہ لوگ اسطرح اندھے ہو کر نہ چلتے۔ کیا یہ نہیں سوچتے کہ ایک طرف تو خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں تیرہ سو سال پہلے ان زلزلوں کی خبر دی گئی تھی اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی وفات کے ۲۷ سال کے بعد زلزلہ کیوں آیا؟ کیا یہ ایک ہی منہ سے ان دو باتوں کا نکلنا نہیں بتاتا کہ یہ علماء کہلانے والے لوگ کس قدر حق سے دور ہو گئے ہیں۔ کیا کوئی منصف دنیا میں نہیں رہا۔ جو ان سے پوچھے کہ موجودہ زلزلوں کی خبر اگر قرآن کریم میں آ گئی ہے۔ اور وہ

تیرہ سو سال کے بعد پوری ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت بنی ہے تو کیونکر آپ کے ایک خادم کی خبر ۲۸ سال وفات کے بعد پوری ہو کر اس کی صداقت کا ثبوت نہیں بن سکتی؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا تھا کہ یہ زلزلے میری زندگی میں آئیں گے لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام یہ بھی ہوا تھا۔ کہ رب اخر وقت ھذا (بدر جلد ۲ نمبر ۱۳) یعنی اے خدا اس زلزلہ کے وقت کو پیچھے ڈالدے اور پھر الہام ہوا۔ اخرہ اللہ الی وقت مسمی (بدر جلد ۲ نمبر ۱۴) اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک پیچھے ڈالدیا۔ اسی طرح آپ کو الہام ہوا تھا رب لا ترنی زلزلۃ الساعۃ رب لا ترنی موت احد منھم (بدر جلد ۲ نمبر ۱۱) اے خدا وہ سخت زلزلہ مجھے نہ دکھائیو۔ اے خدا مجھے اپنے آدمیوں میں سے کسی کی موت نہ دکھائیو۔

ان الہامات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زلزلے جن میں بعض احمدیوں کا نقصان بھی قلیل حد تک مقدر تھا انھیں خدا تعالیٰ نے ملتوی کر دیا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد ان کا ظہور مقدر کر دیا تھا پس ان الہامات کی موجودگی میں یہ اعتراض بالکل بے حقیقت ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زلزلے آیا ہی کرتے ہیں میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر زلزلے آیا ہی کرتے ہیں اور ان کی نسبت پیشگوئی کرنا پیشگوئی نہیں کہلا سکتا تو پھر خدا تعالیٰ نے سورۃ زلزال ساری کی ساری زلزلہ کی خبر کے لئے کیوں اتاری۔ اگر کہو کہ اس سے مراد قیامت ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ تمہارا وہ دعویٰ کہاں گیا کہ موجودہ زلزلوں کی خبر قرآن کریم میں موجود ہے؟ غرض موجودہ زلزلوں کی خبر قرآن کریم میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ یہ زلزلے ایسے اہم ہیں کہ ان کی خبر دینا پیشگوئی کہلا سکتا ہے۔ اور اگر موجود نہیں، تو ان علماء کا یہ کہنا جھوٹ ہوا کہ ان زلزلوں کی خبر مرزا صاحب نے قرآن شریف سے نقل کر کے لوگوں کو سنا دی تھی۔ انھیں کوئی الہام نہیں ہوا۔

اے حق پسند انسانو! اوپر کی تحریر سے آپ لوگ سمجھ چکے ہوں گے کہ موجودہ زمانہ کے علماء صداقت کو قائم کرنے کی نہیں۔ بلکہ اسے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں خدا تعالیٰ نے ایک مامور بھیجا کہ تا وہ لوگوں کو اس کی طرف بلائے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کہتا ہے۔ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو قائم کرنے اور اسلام کے نام کو روشن کرنے کے لئے آیا ہے۔ پھر تم کیوں اس کی دشمنی کر کے اسلام اور قرآن سے دشمنی کرتے ہو۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہارے دلوں کی اصلاح ہو۔ اور تم خدا تعالیٰ کے پیارے کہلاؤ؟ کیا یہ مولوی تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خدا تعالیٰ جس نے تم کو پیدا کیا؟ یاد رکھو کہ سنیر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اتنے نشان خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں۔ تا تم ہدایت پاؤ۔ مگر افسوس تمہارے علماء نے تم کو ٹھنڈے دل سے صداقت پر غور کرنے نہیں دیا۔ انھوں نے تمہارے منہ خدا تعالیٰ سے پھیر کر شیطان کی طرف کر دیے ہیں۔ اے کاش! کوئٹہ کا زلزلہ تمہاری آنکھیں کھول دے۔ اور تم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو محفوظ کر لو۔ ورنہ میں پھر وہی الفاظ دہراتا ہوں جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۲۸ سال پہلے لکھے تھے:۔

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے آگے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا…. میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جاوے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

اے عزیزو! ابھی وقت ہے کہ تم ایمان لاؤ اور شیطان کے پنجے سے اپنے آپ کو آزاد کر لو۔ دیکھو کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور دوسرے لوگ ۱۰۰ میں سے قریباً ۸۵ زخمی ہوئے یا فوت ہوئے لیکن احمدی ۱۰۰ میں سے ۸۵ کے قریب بچے۔ اگر تم ایمان لاؤگے تو خدا تعالیٰ تم پر بھی رحم کرے گا۔ اور تم اسلام کی شوکت کا موجب بنوگے۔

اے خدا! تو لوگوں کے دلوں کو کھولدے۔ خواہ وہ ہندو ہوں۔ سکھ ہوں یا عیسائی ہوں یا مسلمان کہ وہ حق کو قبول کریں اور تیرے سچے دین یعنی اسلام کو ظاہر اور باطن میں قبول کر کے تیری برکتوں کو حاصل کریں اور تیرے منور چہرہ کو دیکھیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ ۱۹۳۵ء

ڈرو مظلوم کی آہِ رسا سے

(از جناب راجہ محمد اسلم صاحب بی۔ اے قادیان)

ہر اک شے تیری خادم ہے خدایا
الٰہ العالمیں رب البرایا
تری درگاہ میں یہ اک دعا ہے
یتیموں بیکسوں کی التجا ہے
الٰہی کر جماعت کی حفاظت
تو اپنے فضل سے کر اس کی نصرت
ہمیں تو دامن رحمت میں لے لے
یتیمانِ محمدؐ ہیں اکیلے
کہاں جائیں ترا در چھوڑ کر ہم
تری الفت کے رشتے توڑ کر ہم
ترا در کھٹکھٹاتے جائینگے ہم
جو گزری ہے سناتے جائینگے ہم
وہ آہیں یاد ہیں اہل زمیں کو
ہلا دیتی ہیں جو عرش بریں کو
ای مالک ای شہنشاہ دو عالم
ہیں مومن تختۂ مشق مظالم
ہمیں دیں سخت دشمن نے تکالیف
گیا ز دشنام کر کر کے تصانیف
ہماری کی گئی تذلیل و تحقیر
چلائے ہم پہ ہر اک قوم نے تیر
دل آزاری ہماری کی گئی ہے
ہماری آبرو ریزی ہوئی ہے
نہیں جنگ و جدل کی ہم میں طاقت
سہیں ظلم و ستم گو ہم میں جرأت
خدایا ہم بہت ہی ناتواں ہیں
مگر در پر ترے سجدہ کناں ہیں
ہمیں رکھا گیا محروم انصاف
سناں در سینہ و شمشیر بر ناف
بہت کچلا گیا ہم بے کسوں کو
ترے گلزار کے تازہ گلوں کو
ہمارا جرم بس اتنا ہے پیارے
کہ پیارے پر فدا ہیں دل ہمارے
کہ ہم خادم ختم المرسلیںؐ ہیں
نثار حسن نور شمع دیں ہیں
ثنا کرتے ہیں احمد مصطفےٰ کی
محمدؐ کی۔ محمدؐ کے خدا کی
الٰہی کر رہے ہیں فتنہ انگیز
ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز
ہمیں ملتا نہ گر تیرا سہارا
چھلک جاتا یہ پیمانہ ہمارا
مگر تیرے کرم کا شکریہ ہے
تری رحمت مثال مہر و مہ ہے
الٰہی دے ہدایت دشمنوں کو
معافی کر عطا ان مفسدوں کو
الٰہی کھول دے تو ان کے سینے
دلوں سے محو کر دے ان کے کینے
سراسر کفر کی ظلمت مٹا دے
دلوں میں نور کی مشعل جلا دے
مگر اے خالق و رزاق عالم
اگر اعدائے ملت کے مظالم
تری نظروں میں حد سے بڑھ چکے ہوں
اگر پروان فتنے چڑھ چکے ہوں
مقدر ہو اگر ان کی تباہی
یہی ہو اب اگر حکم الٰہی
تو اے مولیٰ یہ ہے درخواست تجھ سے
دعا ہے قاضی الحاجات تجھ سے
کہ بہر خاطر مہدیؑ موعود
مسیح پاک امام وقت محمود
تو اپنے دین کی عزت کی خاطر
کسی محبوب کی الفت کی خاطر
بنے تو قیر و فخر آدمیت
پئے تکریم سردار رسالت
کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا دے
نمونہ اپنی طاقت کا دکھا دے
دکھا دے اپنی شانِ بادشاہت
کہ حاصل ہے تجھے ہر اک پہ عزت
ای مالک اپنی مالکیت دکھا دے
نبیؐ کے واسطے غیرت دکھا دے
نگوں کر دے علم فتنہ گروں کا
مٹا دے مخمصہ کینہ وروں کا
مٹا دے دشمنوں کی چیرہ دستی
شرارت شیطنت باطل پرستی
مہیمن کی صفت سے کام لے تو
الٰہی دست ظالم تھام لے تو
تو خود روکے تو رک جائینگے یہ ہاتھ
ستم سے باز آجائینگے یہ ہاتھ
ہمیں دے وہ اثر طرز بیاں میں
تری تبلیغ پھیلائیں جہاں میں
مسیحا سے کیا وعدہ خدا نے
قدیر و خالق ارض و سما نے
مہین من اراد اہانتک ہوں
معین من اراد اعانتک ہوں
الا اے منکر ذات مسیحا!
سنبھل جا کھول آنکھیں ہوش میں آ
خدا سے دشمنی اچھی نہیں ہے
نجا سے بے رخی اچھی نہیں ہے

"خدا قاتل تو باد" اے ثانی عاد
"مرا از شر تو محفوظ دارد"

درخواست دعا میرے عزیز مکرم و محترم جناب الحاج عبدالقدوس صاحب شاہجہانپوری سخت علیل ہیں احباب ان کی صحت کاملہ کے لیے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(حبیب احمد کاتب اخبار الحکم قادیان دارالامان)

وصایا

نمبر ۴۳۷۵

منکہ جلال بانو زوجہ چودھری صادق علی صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ زمینداره عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن بہل پور ڈاک خانہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میرا حق مہر تین ہزار روپیہ اور جائیداد خاوند سے حصہ وراثت ایک ہزار روپیہ ۱۰۰۰/- کل چار ہزار ہیں مکان واقعہ قادیان جو دو کنال ہے ملا ہے۔ میں اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور اپنی زندگی میں حصہ وصیت داخل کر دوں گی۔

العبد جلال بانو۔

گواہ شد: صادق علی ولد صوبہ خان قوم جٹ وڑائچ ساکن بہل پور تحصیل و ضلع گجرات حال قادیان

گواہ شد: جلال الدین شمس انجمن احمدیہ قادیان

نمبر ۴۳۷۶

منکہ حسین بی بی زوجہ چودھری صادق علی صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ زمینداری عمر [illegible] سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن بہل پور ڈاکخانہ جلال پور جٹاں تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ اور خاوند کی جائیداد سے وراثت کا حصہ ایک ہزار روپیہ ملا ہے۔ گویا میری ملکیت کل دو ہزار روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اپنی زندگی میں حصہ وصیت داخل کر دوں گی ۸ ۵/۳۵

العبد حسین بی بی

گواہ شد جلال الدین شمس

گواہ شد صادق علی ولد صوبہ خان قوم جٹ وڑائچ ساکن بہل پور تحصیل و ضلع گجرات حال قادیان

نمبر ۴۳۵۸

منکہ جلال خاتون زوجہ ملک عبدالغنی قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن [illegible] ڈاک خانہ چک بیلی تحصیل [illegible] ضلع کیمبل پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ ۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد متروکہ کا دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اسوقت میری جائیداد حسب ذیل ہے

حق مہر ۳۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ نیز ۱۵۰/- روپیہ نقد بھی بطور قرض میرے خاوند کے ذمہ ہیں۔ کل ۴۵۰/- روپیہ ہے۔ ۲۰/- روپیہ نقد جو میرے پاس ڈاک خانہ میں موجود ہے۔ اور کانٹے طلائی قیمتی ۸/- روپیہ کل ۲۸/- روپیہ

اراضی تعدادی ایک کنال چاہی واقعہ رقبہ سرکال تحصیل چکوال ضلع جہلم قیمتی ۵۰/- روپیہ ہے۔ اراضی بارانی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ کاغذات سرکاری میں اندراج موجود ہے۔ واقعہ رقبہ سرکال ضلع جہلم میں قیمتی تخمیناً ۱۰۰/- روپیہ ہے۔

العبد: جلال خاتون بقلم خود معرفت ملک عبدالغنی ہیڈ کلرک جی۔ ٹی ہسپتال فورٹ بمبئی۔

گواہ شد: نادر خان والد موصیہ بقلم خود

گواہ شد: عبدالغنی بقلم خود خاوند موصیہ

نمبر ۴۳۵۲

منکہ آمنہ بیگم زوجہ سعید احمد قوم رینٹر راجپوت پیشہ ملازمت تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ ۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ اسوقت میری جائیداد موجودہ حق مہر مبلغ تین صد روپیہ بذمہ خاوند اور زیور قیمتی پچاس روپیہ ہے۔ اور ماہوار آمد بصورت ملازمت محکمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان مبلغ ۱۵/- روپیہ ہے۔ تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد بوقت وفات ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد بقلم خود آمنہ بیگم موصیہ

گواہ شد: سعید احمد بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد: خیر الدین امام مسجد محلہ ناصر آباد

الحکم کا خاص نمبر

۱۔ الحکم کا خاص نمبر جلسہ سالانہ پر شائع ہوگا

۲۔ یہ نمبر سو صفحات پر شائع ہوگا

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کے فوٹو بلاک شائع کئے جائینگے

۴۔ بہترین لکھائی چھپائی

۵۔ سلسلہ کی تاریخ کے قیمتی ابواب

۶۔ سیرۃ مسیح موعودؑ کے سنہری اوراق

۷۔ خلفاء سلسلہ احمدیہ کے کارنامے

۸۔ شہدائے ملت وغیرہ کے حالات

عجیب معلومات پر۔ بے بہا معلومات کا خزانہ اس نمبر میں جمع کر دیا جائے گا۔

قیمت صرف ایک روپیہ ہوگی

ہر شخص کو اپنا نام خریداری کے لئے درج کرانا چاہیئے۔ درخواستیں بنام ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان آنی چاہئیں ✣

THE STAR HOSIERY WORKS L.T.D. QADIAN

قومی تجارت کو فروغ
دینے کے لئے
دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپیہ ہے
جو کہ مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں
درخواست کے ہمراہ .... مبلغ دو روپیہ فی حصہ
تخصیص حصص .... مبلغ تین روپیہ فی حصہ
مطالبہ اول ..... مبلغ دو روپے آٹھ آنے کم از کم ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم
مطالبہ ثانی ..... مبلغ دو روپے آٹھ آنے تین ماہ کا وقفہ ہوگا
مزید معلومات کے لیئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں
خادم:- جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تاب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)